سوینئر

منشی نولکشور

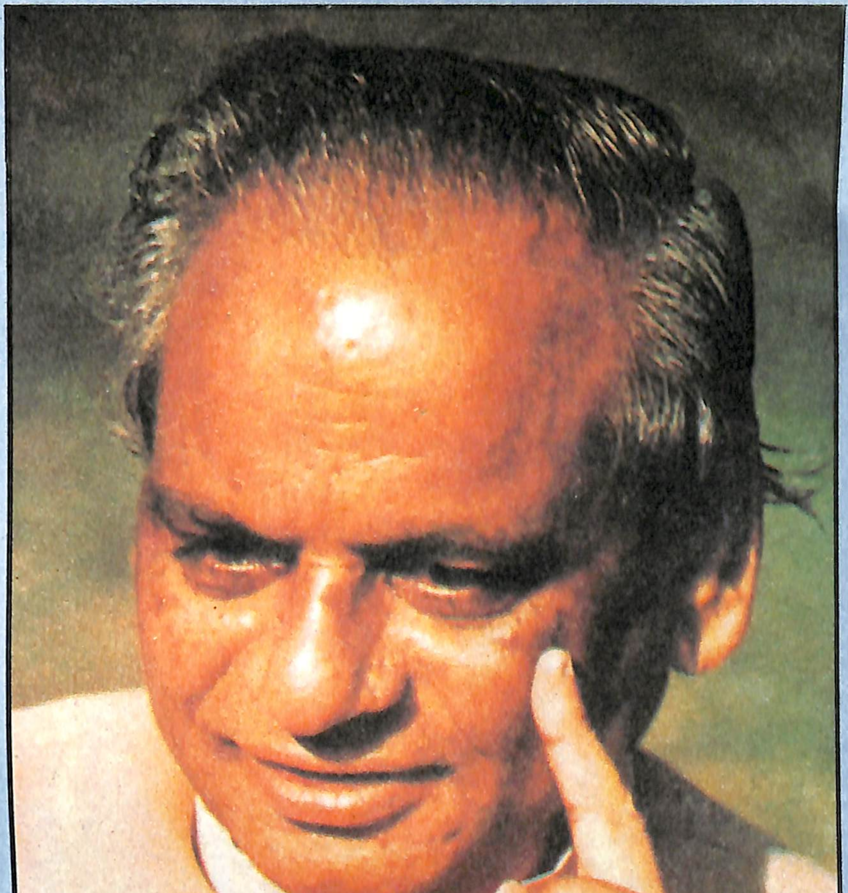


مرتبہ

ڈاکٹر آصفہ زمانی

رئیس گروہ فارسی ، دانشگاہ لکھنؤ

मुख्यमंत्री श्री कल्याण सिंह का सम्बोधन



अपराध छिपायें नहीं
उसे समूल समाप्त करें

بسم الله الرحمن الرحیم

سوونیر

سمینار

به موضوع

"منشی نولکشور و خدمات ادبی ایشان"

۱۶ر دسمبر

۱۹۹۸ء

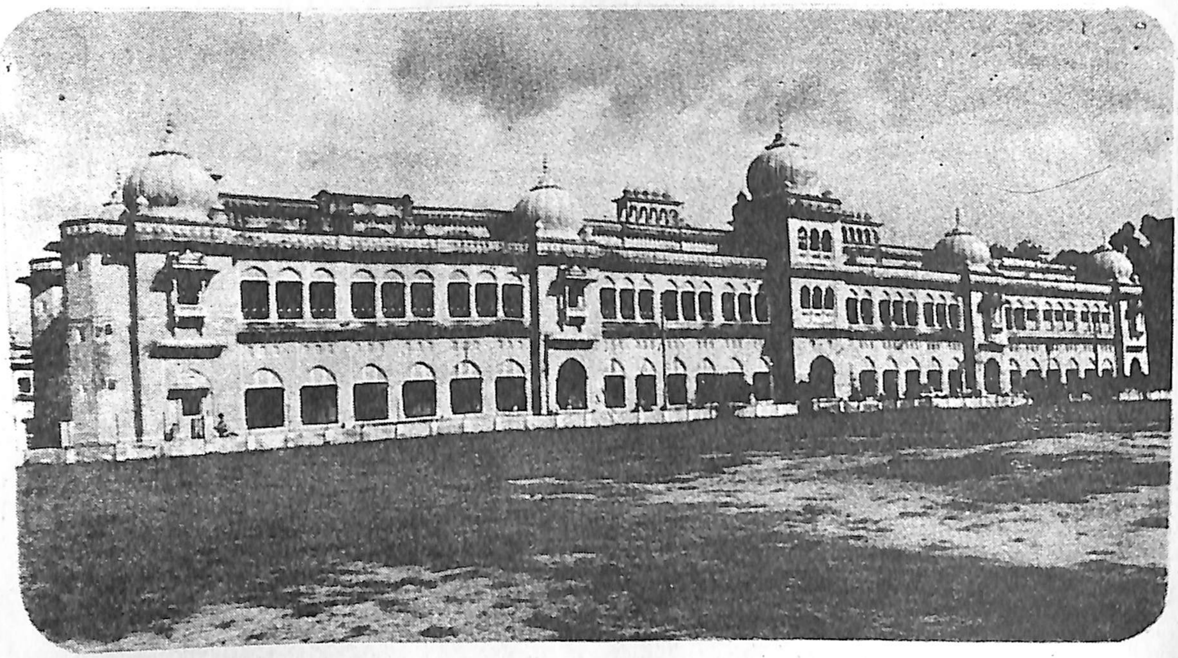
از طرف

دکتر آصفه زمانی

رئیس گروه فارسی، دانشگاه لکهنؤ



دانشگاه لکهنؤ



Lucknow University
Lucknow-226 007



اپنی بات

اردو کے ایک ممتاز ادیب نے ایک جگہ لکھا ہے:

"۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے بعد اگر سرسید احمد خاں اور نول کشور ہندوستان کے تمدنی ورثے اور ذہنی بیداری کی حفاظت نہ کرتے تو شاید ہندوستان آج ترقی کی دوڑ میں اس طرح جدید اقوام کے ساتھ شانے جوڑ کر نہ بڑھ سکتا، سرسید مغرب کے دلدادہ تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ مغرب کے نقش قدم پر چلنے میں ہندوستان کی نجات ہے' اس لیے علی گڑھ تحریک چلائی...... اگر نول کشور ان بیش بہا خزانوں کی کھوج لگا کر طباعت کے ذریعے انھیں زندہ جاوید نہ بنا دیتے تو ۱۸۵۷ء کے بعد کی گڑبڑ میں ان کی تباہی یقینی تھی۔ یہ ہمارے تمدن کا اتنا زبردست نقصان ہوتا کہ جس کی تلافی ممکن نہ تھی...."

(ماہنامہ "آج کل" دہلی۔ شمارہ ماہ جون ۱۹۴۵ء)

حقیقتاً یہ منشی نول کشور کا احسان عظیم ہے کہ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے اس پرآشوب دور میں جب حالات انتہائی ناسازگار تھے اور مشرقی تہذیب و تمدن اور علم و فن کا چراغ آخری لو دے رہا تھا، انھوں نے ان نامساعد حالات میں اپنی محنت و جانفشانی سے مطبع نول کشور کے ذریعے ہزاروں کی تعداد میں ہندی و اردو عربی و فارسی و سنسکرت کے قدیم کلاسیکی سرمایہ کی جو حفاظت کی وہ بلاشبہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کے قدیم تہذیبی و تمدنی سرمائے کا بیشتر ماخذ فارسی اور صرف

فارسی ادب ہے منشی نول کشور نے ان کی صحت و طباعت کی طرف جس طور پر توجہ دی بلاشبہ وہ ان کی ادب دوستی کی بہترین مثال ہے اس مطبع سے فارسی کی جو معروف ترین اور اہم ترین کتب شائع ہوئیں ان میں سے چند کتب کا حوالہ دینا ضروری سمجھتی ہوں' تاریخی کتب میں روضۃ الصفا از میر خواند' تاریخ فرشتہ تاریخ طبری' سیر المتاخرین' حبیب السیر' تاریخ وصاف' اکبر نامہ' آئین اکبری' جامع التواریخ' ہمایوں نامہ' جہانگیر نامہ وقائع نعمت خان عالی' دواوین میں' امیر خسرو' عرفی' فیضی' خمسہ نظامی' کلیات صائب' عراقی' جامی' ظہیر فاریابی' جلال اسیر' کلیات غالب' کلیات نثر غالب' پنج آہنگ' مہر نیم روز' قاطع برہان' دعا الصباح وغیرہ۔ غالب کی تصانیف ہیں! تراجم کے ساتھ جو کتب شائع ہوئیں ان میں کیمیائے سعادت امام غزالی' مثنوی مولانا روم' پیراہن یوسفی مترجمہ مولوی یوسف شاہ عرف بانکے میاں چشتی' شاہنامہ فردوسی اور اس کا ہندی ترجمہ' کثیر الاشاعت دیوان' دیوان حافظ مع ترجمہ از مولوی صادق علی لکھنوی وغیرہ' کثیر الاشاعت تصنیف' گلستان سعدی مع اردو' ہندی اور انگریزی ترجمہ' منتخب التواریخ ملا بدایونی مع ترجمہ از مولانا احتشام الدین مرادآبادی' طب کی مشہور کتابوں میں سلجوقی دور کی مشہور طب کی کتاب ذخیرہ خوارزم شاہی مع ترجمہ از حکیم ہادی حسن خاں' طب اکبر از حکیم محمد اکبر ارزانی مع ترجمہ از حکیم واحد علی موہانی' مشہور داستانی ادب میں' ضیاء الدین نخشبی کا طوطی نامہ' لیلاوتی مترجمہ فیضی' نل دومن از فیضی' والمیکی رامائن مترجمہ عبدالقادر بدایونی' بھگوت گیتا و اپنشد مترجمہ داراشکوہ' معروف ترین فرہنگوں میں' قدیم ترین لغت' لغت فرس اسدی طوسی' نجم اللغات و افسر اللغات مرتب راجہ راجیشور راؤ اصغر' بہار عجم از منشی ٹیک چند بہار' زبدۃ اللغات یا لغت سروری مولف مفتی غلام سرور لاہوری' غیاث اللغات (۱۲۴۲ھ) از مولوی غیاث الدین رامپوری مع چراغ ہدایت (۱۱۴۷ھ) مولفہ خان آرزو' فرہنگ آنند راج' فرہنگ جہانگیری' کشف اللغات' کریم اللغات' لغات کشوری' منتخب اللغات شاہجہانی' سمرقندی' نفائس اللغات' ہفت قلزم وغیرہ' معروف ترین تذکروں میں' تذکرہ دولت شاہ' لباب الالباب عرفی' تذکرہ حسینی' گلشن بے خار' روز روشن' ہفت اقلیم وغیرہ۔ یہ مطبع نول کشور کی بیش بہا طویل فہرست کا ہلکا سا اشاریہ ہے جس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کتب کی اشاعت کر کے انھوں نے ہندوستان کے عظیم تہذیبی ورثے کی کس طرح حفاظت کی ہے' ایسے محسن کو کیسے فراموش کیا جا سکتا ہے؟

اس میں شک نہیں کہ منشی نول کشور اگرچہ بنیادی طور پر ایک صحافی و تاجر تھے لیکن بحیثیت انسان' بلند نظر اور مذہبی تعصب سے یکسر بے نیاز تھے۔ ان کا مطمح نظر ہر علوم و فنون کی خدمت و اشاعت تھا۔ انھوں نے مذہبی لٹریچر کی اشاعت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' منشی جی نے جہاں رامائن' بھگوت گیتا اور

مہابھارت کی اشاعت کی وہاں توریت و انجیل و گرو گرنتھ و جنم ساکھی اور خاص کر قرآن وفقہ وحدیث و تفسیر کی اشاعت کا بھی مخصوص اہتمام کیا ان کے متعلق یہ بات خاص طور پر کہی جاتی ہے کہ قرآن شریف کی اشاعت کے وقت وہ مشینوں کو باقاعدہ دھلواتے تھے اور ہر مشین مین اس وقت پاک وصاف اور با وضو ہوتا تھا۔ یہ ان کی انسانی عظمت کا بین ثبوت ہے۔

منشی جی خود بھی اردو و عربی و فارسی کی اچھی استعداد رکھتے تھے چنانچہ ان کی تصنیف کردہ کتب میں "تواریخ نادر العصر" اور "نگار دانش" کے علاوہ دواوین وکتب پر لکھے گئے دیباچے اور مقدمے قابل ذکر ہیں۔

منشی نول کشور کی محنت و جانفشانی، لگن اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ شہرت وعزت نے ان کی زندگی میں ان کے قدم چومے ۱۸۸۵ء میں جس وقت لفٹنٹ گورنر کی دعوت پر پنجاب میں ہز میجسٹی امیر عبدالرحمن والیٔ افغانستان تشریف لائے انھوں نے منشی جی سے ملاقات پر افتخار کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا "میں افغانستان کا شہنشاہ ہوں لیکن آپ تو علم کے شہنشاہ ہیں" یہ کہہ کر ان کی خدمت میں قیمتی شال اور اشرفیاں پیش کیں۔ ۱۸۸۶ء میں شہنشاہ ایران ہندوستان تشریف لائے تو انھوں نے فرمایا :
"ہندوستان آنے کے میرے دو مقصد تھے اول آپ سے دوم وائس رائے ہند سے ملاقات کی خواہش"۔
باہری ممالک میں ان کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ منشی نول کشور کوئی شخص نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی انتہائی مشہور شہر ہے۔ سرکار برطانیہ کے زمانے میں ۱۸۸۸ء میں انھیں E .ا.ج کا خطاب دیا گیا جو اس زمانے کا سب سے بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ انھیں "قیصر ہند" کے تمغے سے بھی نوازا گیا۔ جاپان میں ان کی یاد میں لائبریری قائم کی گئی اور ٹوکیو یونیورسٹی میں ان پر تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا گیا۔

اگرچہ آزادی ہند کے بعد ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کیا گیا۔ بیسویں صدی میں ان کے متعلق بیشتر خصوصی نمبر شائع ہوئے، ۱۹۷۰ء میں ان کے یوم وفات ۱۹ فروری کو حکومت ہند کی طرف سے مخصوص ٹکٹ جاری کئے گئے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ابھی تک ان کے شایان شان ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا جس کے ذریعے ہم انھیں صحیح معنوں میں خراج عقیدت پیش کر سکیں۔

۱۹۸۰ء میں شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی میں منعقدہ "آل انڈیا پرشین ٹیچرز کانفرنس کے موقع پر منشی نول کشور چیئر" کی مانگ کی گئی تھی لیکن افسوس اٹھارہ سال گذر جانے کے بعد بھی کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا جا سکا۔ یہ پہلا موقع ہے جب منشی نول کشور اور ان کی خدمات کی یاد تازہ کرنے کے لیے شعبۂ فارسی

کی طرف سے یک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ اس موقع پر ہندوستان کی مختلف دانش گاہوں سے پروفیسر اور دانشور حضرات تشریف لائے ہیں ہمیں امید ہی نہیں یقین کامل ہے کہ ان کے دانشورانہ افکار و خیالات سے منشی جی کی خدمات پر مزید روشنی پڑے گی اور ہم بھارت کے اس عظیم سپوت کو صحیح معنوں میں خراج عقیدت پیش کر سکیں گے اس سیمینار کے انعقاد کے سلسلہ میں ہمیں ملک کے سربرآوردہ حضرات کی نیک خواہشات اور پر خلوص پیغامات بھی وصول ہوئے ہیں ان پیغامات نے ہمیں حوصلہ بخشا ہے۔ سوینئر کی شکل میں ہم نے انھیں محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں اس موقع پر منشی پریم چند کے الفاظ یاد آرہے ہیں جنھوں نے ایک موقع پر منشی نول کشور کے متعلق لکھا تھا کہ: "ایسی گوناگوں شخصیت کی سوانح عمری لکھنے کے لیے شہد میں ڈوبے ہوئے قلم کی ضرورت ہے"۔ یہ یادگاری مجلہ چند دانشور حضرات کے خیالات کا بھی مظہر ہے۔
عروس البلاد شہر لکھنؤ جو ہمیشہ علم و فن کا مرکز رہا ہے منشی جی کی خدمات کی بدولت اور بھی سربلند و مفتخر ہے۔

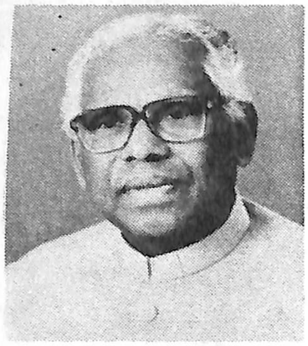
یہ سیمینار ہم ہندوستان کے جشن زریں کے موقع پر منعقد کرنا چاہتے تھے لیکن چند نامساعد حالات کی بنا پر ہمیں کافی توقف کرنا پڑا۔ تاخیر کی وجوہات میں میری زندگی کا دردناک و جانکاہ و المناک حادثہ بھی شامل ہے یعنی میرے شوہر سید محمد اعزاز رضوی (وزیر غذا و رسد حکومت اتر پردیش) کی اچانک بے وقت موت (وف: ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۸ء) جو دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح میری ہمت افزائی فرماتے تھے۔ فارسی ڈپارٹمنٹ میں منشی نولکشور سے متعلق ایک شاندار سیمینار ہو یہ انھیں کی تجویز اور انھیں کا خواب تھا جو آج شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔

آخر میں، میں ان تمام حضرات کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا اپنا اولین فریضہ سمجھتی ہوں۔ جنھوں نے مجھے اس موقع پر ہر ممکن تعاون دیا نیز اپنے مفید مشوروں سے نوازا اور اس سوینئر کی اشاعت میں میری بھرپور مدد کی، نیز ان تمام شرکا و سامعین کا بھی شکریہ جو میری ادنیٰ سی دعوت پر یہاں تشریف لائے اور میری عزت افزائی فرمائی۔

آصفہ زمانی

(آصفہ زمانی)

(صدر شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی)



राष्ट्रपति
भारत गणतंत्र
PRESIDENT
REPUBLIC OF INDIA

संदेश

हमारे प्राचीन राष्ट्र के जीवन में पचास वर्ष कोई बहुत लम्बा समय नहीं है। लेकिन, हमारी स्वतंत्रता की स्वर्ण जयंती का अपना एक अलग विशेष महत्व है। यह जयंती उस ऐतिहासिक घटना की याद दिलाती है, जब, पंडित जवाहरलाल नेहरू के शब्दों में, दमन की एक लम्बी अवधि के बाद हमारे राष्ट्र की आत्मा को अभिव्यक्ति मिली। यह उस ताक़त के खिलाफ शान्ति और अहिंसा के सिद्धांतों की विजय का पर्व है, जिसे कभी इस धरती पर सबसे बड़ा साम्राज्य कहा जाता था।

इस महत्वपूर्ण अवसर पर मैं शहीदों और वीरों के शानदार बलिदानों और उन महिलाओं और पुरुषों की बहादुरी का स्मरण करता हूँ जिन्होंने हमारे स्वतंत्रता संग्राम में भाग लिया। राष्ट्र महात्मा गांधी को श्रद्धांजलि दे रहा है कि उन्होंने सत्य और कर्तव्य के न्यायोचित मार्ग को हमारे लिए आलोकित किया और हमें यह अवधारणा दी कि उत्कृष्ट उद्देश्यों की प्राप्ति के लिए साधन भी सही होने आवश्यक हैं। हम डॉ. बाबा साहब अम्बेडकर तथा अपने संविधान के अन्य निर्माताओं के प्रति श्रद्धानत हैं कि उन्होंने हमें एक गतिशील और जीवन्त संविधान दिया जिसमें न्याय, स्वतंत्रता, समानता और भाईचारे की हमारे लोगों की उत्कंठाएं परिलक्षित हैं। आधुनिक भारत के निर्माता पंडित जवाहरलाल नेहरू की याद में हम अपना सिर झुकाते हैं, कि उन्होंने हमारे प्रजातांत्रिक, आर्थिक और सामाजिक विकास की नींव रखी और अन्तरराष्ट्रीय समुदाय में समान और सक्रिय भागीदारी निभाने की दूरदर्शिता भारत को प्रदान की।

राष्ट्रपति
भारत गणतंत्र
PRESIDENT
REPUBLIC OF INDIA

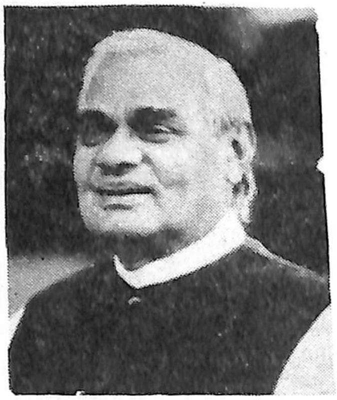
आज जब हम नई सदी की दहलीज पर खड़े हैं, हम स्वतंत्र भारत की उपलब्धियों पर संतोषपूर्ण दृष्टि डाल सकते हैं। हमने संवेदनशील प्रजातांत्रिक संस्थाओं और न्यायपूर्ण शासन की स्थापना की है। खाद्यान्नों में आत्मनिर्भरता, वैविध्यपूर्ण आर्थिक आधार और रचनाशील, कुशल तथा उच्च योग्यता प्राप्त मानव संसाधनों का एक बड़ा समूह—ये सभी हमें तेज आर्थिक विकास का एक व्यावहारिक आधार प्रदान करते हैं।

एक नई शताब्दी में प्रवेश करते समय हमारे सामने चुनौती यह है कि हम विकास के साथ-साथ सामाजिक न्याय को भी सुनिश्चित करें। विकास का लाभ निचले वर्गों एवं दलितों तक पहुंचना आवश्यक है। जैसे-जैसे हमारी अर्थव्यवस्था उदारीकृत होकर विश्व की अर्थव्यवस्था से जुड़ेगी, हमें यह सुनिश्चित करना होगा कि समाज के शोषित, अभावग्रस्त और दलित वर्ग हमारी आर्थिक प्रक्रियाओं में हाशिये पर न आ जाएं। वास्तव में, अर्थव्यवस्था में निजी क्षेत्र का महत्व बढ़ने के साथ ही, अपेक्षाकृत गरीब वर्गों की सामाजिक-आर्थिक जरूरतों और चिंताओं को पूरा करने में सरकार ज्यादा सक्रिय भूमिका निभा सकती है और ऐसा किया भी जाना चाहिए। केवल इसी तरह हम न्याय के अपने लक्ष्यों को सामाजिक, आर्थिक और राजनीतिक—सभी स्वरूपों में प्राप्त कर सकते हैं।

आजादी की स्वर्ण जयंती के इस पावन अवसर पर मैं देश और विदेश में रहने वाले सभी भारतीय नागरिकों का अभिनन्दन करता हूँ और उन्हें अपनी शुभकामनाएं देता हूँ। मैं उनकी प्रसन्नता तथा सामाजिक कार्यों में उनकी सफलता की कामना करता हूँ।

के. आर. नारायणन
(के. आर. नारायणन)

नई दिल्ली
31 जुलाई, 1997



सत्यमेव जयते

प्रधान मंत्री

PRIME MINISTER

संदेश

मुझे यह जानकर हार्दिक प्रसन्नता हुई है कि लखनऊ विश्वविद्यालय के फारसी विभाग द्वारा "मुशी नवल किशोर और उनकी अदबी खिदमात" विषय पर एक सेमिनार का आयोजन किया जा रहा है तथा इस अवसर पर एक स्मारिका भी प्रकाशित की जा रही है।

मैं इस स्मारिका के सफल प्रकाशन की कामना करता हूं तथा फारसी विभाग के सभी विद्वानों को अपनी हार्दिक शुभकामनाएं देता हूं।

(अटल विहारी वाजपेयी)

नई दिल्ली
4 अप्रैल, 1998

सत्यमेव जयते

सूरज भान
राज्यपाल, उत्तर प्रदेश



राज भवन
लखनऊ-227132
मई 5, 1998

सन्देश

मुझे अत्यन्त प्रसन्नता हो रही है कि मुन्शी नवल किशोर की पुण्यतिथि के अवसर पर "उनकी खिदमात " विषय पर लखनऊ विश्वविद्यालय के पनरसी विभाग द्वारा सेमिनार का आयोजन किया जा रहा है।

मुन्शी नवल किशोर लखनउवासी होने के साथ पनरसी, अरबी हिन्दी और संस्कृत भाषाओं में उनके योगदान को स्वर्णिम अक्षरों में लिखा जाता है। उन्होंने ब्रिटिश साम्राज्य से टक्कर लेते हुए भारतीय भाषाओं के अमूल्य धरोहर को सहेजने का जो अविस्मरणीय एवं अभूतपूर्व कार्य किया है। वह भुलाया नहीं जा सकता है।

सेमिनार के सफल आयोजन के लिए मेरी हार्दिक शुभकामनाएँ।

सूरज भान
(सूरज भान)

रोमेश भण्डारी
राज्यपाल, उत्तर प्रदेश

राज भवन
लखनऊ—227132



सत्यमेव जयते

सन्देश

मुझे यह जानकर प्रसन्नता हुई कि लखनऊ विश्वविद्यालय के फारसी विभाग द्वारा " मुन्शी नवल किशोर और उनकी खिदमत" विषय में एक सेमिनार का आयोजन किया जा रहा है। इस अवसर पर एक सोविनियर का प्रकाशन भी किया जा रहा है।

मुन्शी नवल किशोर बहुमुखी प्रतिभा के धनी महापुरूष थे, जिन्होंने हिन्दी, संस्कृत अरबी और फारसी भाषाओं के उन्नयन में सराहनीय योगदान दिया। मुन्शी जी द्वारा साहित्य क्षेत्र में दिये गये योगदान को कभी विस्मृत नहीं किया जा सकता।

सेमिनार के आयोजन एवं सोविनियर के प्रकाशन की सफलता हेतु मेरी हार्दिक शुभकामनायें।

(रोमेश भंडारी)

GOVERNOR
MADHYA PRADESH

RAJ BHAVAN
BHOPAL-462003

29 جنوری 1998



پیغام

******

مجھے یہ جانکر خوشی ہوئی ہے کہ شعبۂ فارسی ،لکھنؤ یونیورسٹی جشن آزادی کے موقع پر 19 فروری 1998 کو منشی نول کشور اور انکی ادبی خدمات کے موضوع پر لکھنؤ میں ایک روزہ سیمنار کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

بھارتیہ زبانوں کو فروغ دینے میں نیز عہد آزادی کے دنوں میں قومی لیٹریچر کی اشاعت کا جو کام منشی جی کے پریس سے ہوا ہے وہ ہماری علمی تہذیب کا گراں قدر حصہ ہے۔

سیمنار کی کامیابی کے لئے میری نیک خواہشات۔

خیر اندیش

(محمد شفیع قریشی)

राज्यपाल बिहार
GOVERNOR BIHAR

राजभवन, पटना
RAJ BHAVAN, PATNA
800022

27 1-98

پیغام

مجھے یہ جان کر بے انتہا مسرت ہو رہی ہے کہ جشن آزادی کی ۵۰ ویں سالگرہ کے موقع پر منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات کے موضوع پر شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا جا رہا ہے اور اس موقع پر ایک سووینیر بھی شائع کیا جائے گا

منشی نول کشور کی ادبی اور ثقافتی خدمات ناقابل فراموش ہیں جنکو محفوظ رکھنا موجودہ نسل کی عظیم ذمہ داری ہے ۔ مجھے امید قوی ہے کہ سیمینار میں شریک ہونے والے منشی نول کشور کی تابناک شخصیت پر محققانہ روشنی ڈالیں گے ۔

سیمینار کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات ۔

اخلاق الرحمن قدوائی
(اخلاق الرحمن قدوائی)

डा० नरेन्द्र कुमार सिंह गौर
मंत्री
उच्च शिक्षा एवं प्राविधिक शिक्षा

दूरभाष : कार्यालय : 238061
सी०एच० 3304
आवास : 228179
इलाहाबाद : 640676
440044

विधानभवन लखनऊ



दिनांक 14 मार्च 1998

सन्देश

यह जानकार हार्दिक प्रसन्नता है कि लखनऊ विश्वविद्यालय के फारसी विभाग द्वारा 'मुंशी नवल किशोर और उनकी खिदमात' विषय पर 1998 में एक सेमिनार का आयोजन किया जा रहा है। इस अवसर पर एक सोविनियर का प्रकाशन भी किया जा रहा है ।

आशा है कि इस सोविनियर में मुंशी नवल किशोर के व्यक्तित्व एवं कृतित्व पर लेख प्रकाशित किए जायेंगे, साथ ही मुंशी जी की फारसी, अरबी, हिन्दी और संस्कृत भाषा की कृतियों को भी उजागर किया जायेगा। मुंशी जी ने ब्रिटिश साम्राज्य के समय में भारतीय भाषाओं के प्रकाशन पर सराहनीय कार्य किया था, जिसे भुलाया नहीं जा सकता है ।

मैं इस कार्यक्रम की सफलता एवं इस अवसर पर प्रकाशित सोविनियर के सफल प्रकाशन की शुभ कामना करता हूँ ।

नरेन्द्र कुमार सिंह गौर

(डॉ0 नरेन्द्र कुमार सिंह गौर)

डा0 आसिफा जमानी,
विभागाध्यक्ष,फारसी विभाग,
लखनऊ विश्वविद्यालय,
लखनऊ

एज़ाज़ रिज़वी
मंत्री
खाद्य एवं रसद विभाग,
उत्तर प्रदेश शासन।

दूरभाष : कार्यालय 238104
सी.एच. 3255
आवास : 238850
विधान भवन,
लखनऊ।

दिनांक 22.3.98



پیغام
====

مجھے یہ جانکر بیحد خوشی ہوئی کہ شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کی طرف سے " منشی نولکشور اور ان کی ادبی خدمات " کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہو رہا ہے مطبع نولکشور اگرچہ تجارتی نوعیت کا حامل تھا ، لیکن اس مطبع سے فارسی و عربی و اردو و سنسکرت و ہندی کی بیش بہا کتب کی جس طرح ایک بڑے پیمانے پر طباعت و اشاعت ہوئی اس نے ہندوستان کے قدیم علمی ، تہذیبی و ثقافتی سرمایہ کی حفاظت میں ایک گراں بہا رول عطا کیا ہے - میں اس سیمینار کی کامیابی کا خواہاں ہوں میری نیک خواہشات آپ سب کے ساتھ ہیں -

(اعزآز رضوی)

بخدمت ..
ڈاکٹر آصفہ زمانی
صدر شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

PROFESSOR (DR.) TAHIR MAHMOOD
CHAIRMAN



राष्ट्रीय अल्पसंख्यक आयोग
قومی اقلیتی کمیشن
NATIONAL COMMISSION FOR MINORITIES
GOVERNMENT OF INDIA

12/ جنوری 1998ع

پیغام

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ آزادی ہند کے پچاس سالہ جشن زریں کے موقع پر شعبہ فارسی ، لکھنؤ یونیورسٹی 19/ فروری کو منشی نول کشور کے یوم وفات کے موقع پر " منشی نول کشور کی ادبی خدمات " کے عنوان سے ایک سمینار منعقد کر رہا ہے نیز اس موقع پر ایک سو نیئر بھی شائع کیا جا رہا ہے -

منشی نول کشور (1836 ع – 1895 ع) نے 1858ع کے اوائل میں نہایت پر آشوب دور میں مطبع قائم کیا اور 26/ نومبر 1858 ع کو " اودھ اخبار " جاری کرکے علم و فن کی جو مشعل روشن کی وہ آج بھی ہماری علمی و ادبی محفلوں اور اداروں کو منور کر رہی ہے - منشی نول کشور ایک سچے محب وطن اور علم دوست انسان تھے -

منشی نول کشور نے فن صحافت کو معیار عطا کیا اور ایک کامیاب ناشر کی حیثیت سے مزید شہرت حاصل کی - " اودھ اخبار " نے ملک کی سالمیت ، اتحاد و یکجہتی کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں -

میں اس موقع پر ڈاکٹر آصفہ ، صدر ، شعبہ فارسی ، لکھنؤ یونیورسٹی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے منشی نول کشور کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے ان کی ادبی خدمات پر سمینار کا انعقاد کیا - یہ ایک نہایت خوش آئند اقدام ہے -

طاہر محمود

(طاہر محمود)

लोक नायक भवन/LOK NAYAK BHAVAN, खान मार्किट/KHAN MARKET, नई दिल्ली/NEW DELHI-110003
दूरभाष/phone : O: 4690592 फैक्स/ fax : 011-4693302
दूरभाष–फैक्स/phone & fax : R : 6448380

रूपरेखा वर्मा
कुलपति
R.R. Verma
Vice-Chancellor



फैक्स Fax : 0522 – 330065
Tel. : 330065 (Off.)
: 374202 (Res.)
: 385592 (Res.)
लखनऊ विश्वविद्यालय
लखनऊ — 226 007
UNIVERSITY OF LUCKNOW
LUCKNOW – 226 007

संदेश

मुझे बहुत खुशी है कि लखनऊ विश्वविद्यालय का फ़ारसी विभाग मुन्शी नवल किशोर और उनकी अदबी ख़िदमात पर एक रोज़ा कान्फ्रेन्स कर रहा है और इस मौके पर विभाग एक पत्रिका भी निकाल रहा है ।

मैं इस कान्फ्रेन्स की सफलता के लिए अपनी शुभकामनाएँ देती हूँ और उम्मीद करती हूँ कि इस कान्फ्रेन्स से मुन्शी नवल किशोर की अदबी ख़िदमात के बारे में हम सबकी समझ अधिक गहरी और समृद्ध हो सकेगी ।

मार्च 5, 1998

(रूपरेखा वर्मा)

ڈاکٹر شیمہ رضوی ڈی لٹ
چیرپرسن

اترپردیش اردو اکادمی
دھوبی گھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۰ ـ ٹیلی فون ۳۹۵۱۹۲



2.2.98

"پیغام"

مجھے یہ جان کر بیحد مسرت ہوئی ہے کہ " منشی نولکشور اور ان کی ادبی خدمات " کے عنوان سے شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کی طرف سے سیمینار کا انعقاد ہو رہا ہے - منشی جی کی خدمات کو سراہنا ہر ہندوستانی کا فرض ہے ، انہوں نے حکومت برطانیہ کے اس پر آشوب دور میں جب ہماری تہذیبی علامتوں کو مٹایا جا رہا تھا ، اپنے مطبع کے ذریعہ مشرقی علوم و فنون خاص طور پر فارسی و عربی و اردو و ہندی و سنسکرت زبان و ادب نیز مذہبی کتابوں کی اشاعت کرکے جس بڑے ادبی سرمائے کی حفاظت کی ہے وہ ناقابل فراموش ہے - وہ صحیح معنوں میں ایک عظیم ہندوستانی تھے اور تعصب سے بالاتر ہوکر انہوں نے جس خلوص لگن اور محنت کا ثبوت دیا ہے وہ ہمارے لیے باعث فخر ہے - اس سیمینار کی کامیابی کے لیے میری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں -

شیمہ رضوی

(ڈاکٹر شیمہ رضوی)

بخدمت

ڈاکٹر آصفہ زمانی

صدر ، شعبۂ فارسی

لکھنؤ یونیورسٹی

لکھنؤ

اے-۳۰۲، راجہ سمیتی کالونی، مال ایوینیو، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ ٹیلی فون: ۲۲۷۳۳۷- ۲۳۸۸۵۰

निहाल रिज़वी
चेयरमैन
फ़ख़रुद्दीन अली अहमद मेमोरियल कमेटी
उ० प्र० शासन
छठा तल इन्दिरा भवन, अशोक मार्ग
लखनऊ - 226 001
फोन : 274719

نہال رضوی
چیرمین
فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی
حکومت اترپردیش
اندرا بھون، اشوک مارگ
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱
فون: ۲۷۴۷۱۹



پیغام

شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کی طرف سے ہونے والے سیمینار

بعنوان

"منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات"

پر

میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں، میری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔

(نہال رضوی)

بخدمت:
ڈاکٹر آصفہ زمانی
صدر شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

डा0 सतीश चन्द्र राय
नगर प्रमुख



फैक्स–0522–370342
दूरभाष : कार्या०–222698
निवास–387875
370342
325974

लखनऊ नगर निगम
लखनऊ

दिनांक.........................

आधुनिक लखनऊ के नव निर्माण में मुंशी नवल किशोर का नाम स्वर्णाक्षरों में अंकित है। 3जनवरी 1836 को बृज–मण्डल में जन्में मुंशी नवल किशोर ने 22 वर्ष की आयु में लखनऊ आकर यहीं बस गये। यहीं पर उन्होने 23 नवम्बर 1858 को "नवल किशोर प्रेस" की स्थापना की। इस प्रेस ने भारतीय साहित्य और संस्कृति की हजारों बहुमूल्य पुस्तकों का प्रकाशन किया और इसकी शाखायें लाहौर, पटियाला, मथुरा और लंदन में स्थापित हुई।

मुंशी जी ने सन 1871 में गोमती–तट पर एक पेपर मिल की भी स्थापना की। नवलकिशोर प्रेस ने मिर्जा गालिब का दीवना सन 1862 में छापा था। "अवध अखबार" के प्रकाशन का श्रेय भी इसी प्रेस को है। इस प्रेस ने वेद, पुराण्घ, कुरान शरीफ तथा अन्य अनेक धार्मिक–सांस्कृतिक पुस्तकों का प्रकाशन सर्वप्रथम किया। हिन्दी, संस्कृत, उर्दू और फारसी में अनेक अलभ्य ग्रंथो को छाप कर इस प्रेस ने दुनिया में अपना नाम स्थापित किया।

इस प्रेस ने देशवासियों में पारस्परिक सौहार्द और सौमनस्य की स्थापना की। राष्ट्रीय एकता की दिशा में मुंशी नवल किशोर द्वारा किये गये कार्यो को देश सदैव याद करेगा।

हम लखनऊ वासी उनकी पावन स्मृति के प्रति श्रद्धावनत हैं।

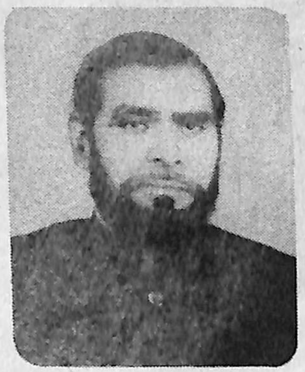
Phone Nos.
Indira Nagar Convent : 384254
Barood Khana : 247356
Husainabad : 62256
Chaupatian : 267856
Manager's Residence : 384064
: 383445

Rustam Nagar
Shah Ganj (Nakhas)
Gomti Nagar
Abdul Aziz Road, : 266199
Barabanki : 822649

Reg. 2051

Eram Educational Society
C-BLOCK, INDIRA NAGAR, LUCKNOW

इरम एजूकेशनल सोसाइटी
सी-ब्लाक इन्दिरा नगर, लखनऊ



ارم ایجوکیشنل سوسائٹی، لکھنؤ

پیغام

مجھے بیحد خوشی ہے کہ شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کی طرف سے ہندوستان کے عظیم سپوت منشی نول کشور سے متعلق کانفرنس اور سیمینار بعنوان "منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات" منعقد ہو رہا ہے۔ منشی جی نے ہندوستان کے عربی و فارسی و سنسکرت کے کلاسیکی سرمایہ کی اپنے چھاپہ خانہ کے ذریعہ جس طرح حفاظت کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ لکھنؤ والوں پر منشی جی کا بڑا حق ہے مبارکباد کی مستحق ہیں آپ نے اس جانب قدم اٹھایا اور ان کی خدمات کو سراہا۔ سیمینار کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔

(ڈاکٹر خواجہ سید محمد یونس)
منیجر

بخدمت: ڈاکٹر آصف زمانی
صدر شعبۂ فارسی۔ لکھنؤ یونیورسٹی

ماہنامہ نیا دور



پیغام

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کی طرف سے منشی نول کشور کی خدمات کے اعتراف میں سیمینار کا انعقاد ہو رہا ہے میری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔

شاہ نواز قریشی

(شاہ نواز قریشی)

ایڈیٹر "نیا دور" لکھنؤ

بخدمت:

ڈاکٹر آصف زمانی

صدر شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

منشی نول کشور کا خاندانی شجرہ

کھیم چند

رام داس

کپور چند

دھرم داس

کرپال داس

سنول داس — دیوان کھیم رام — پارس رام

- تارا چند — مہتاب رائے — سہاج رام
  - جواہر سنگھ — ہرجس رائے — بھگت سنگھ — اندر سنگھ (کمانڈر انچیف مرہٹہ فوج)
  - بال مکند (مغل بادشاہ شاہ عالم کے خزانچی آگرہ کے مہتمم خزانہ)
    - شیام لال — سوائی رام — پنڈت جمنا پرشاد (علی گڑھ کے معزز جاگیردار)
      - پھول چند — منشی نول کشور — تلسی رام — سیوک رام — دامودر داس

منشی نول کشور
(پ: ۳ جنوری ۱۸۳۶ء)
(ف: ۱۹ فروری ۱۸۹۵ء)

منشی پراگ نرائن (منشی نول کشور کے بھائی سیوک رام کے بیٹے جن کو منشی جی نے گود لے لیا تھا)
(۱۸۷۲ء — ۱۹۱۶ء)

منشی بشن نرائن (۱۸۹۸ء — ۱۹۳۱ء)

راجہ رام کمار بھارگوا (۱۹۱۵ء — ۱۹۷۱ء) (بیوی شریمتی کملا بھارگوا) — بیوی پدم شری رانی لیلا رام کمار بھارگوا (پ: ۱۹۲۲ء) — کنور تیج کمار بھارگوا (پ: ۱۹۲۵ء)

(۱۹۴۶ء میں برطانوی حکومت سے راجہ کا خطاب ملا)

ڈاکٹر رنجیت بھارگوا (پ: ۱۹۴۵ء) — نو بھارگوا — کشن بھارگوا — رنیتا (صاحبزادی)

- ڈاکٹر رنجیت بھارگوا: انیرودھ — پریکشت (مرحوم)
- نو بھارگوا: شوم — انوشا
- کشن بھارگوا: امریش — امرتا — ارجن

پنڈت جمنا پرشاد (والد، منشی نولکشور)

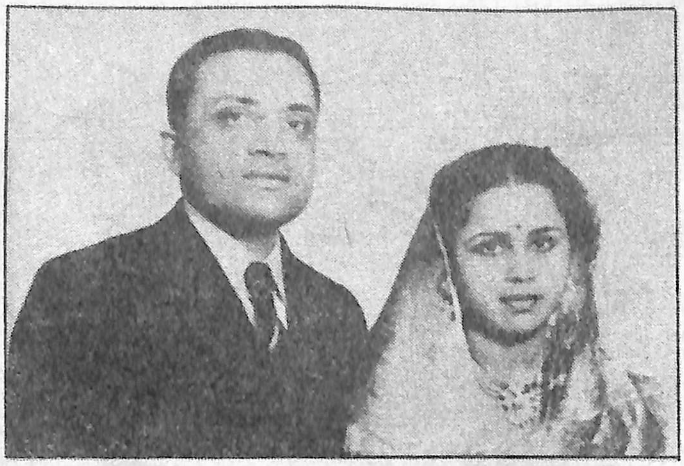


رائے بہادر پراگ نرائن بھارگوا (منشی نولکشور کے بیٹے) (۱۹۱۶ء - ۱۸۷۲ء)



منشی بشن نرائن بھارگوا (منشی نولکشور کے پوتے) (۱۹۳۱ء - ۱۸۹۸ء)

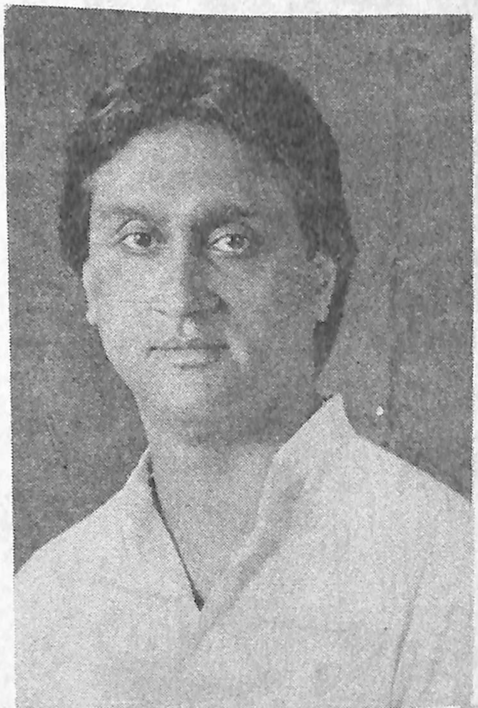




راجہ رام کمار بھارگوا   اور رانی لیلا رام بھارگوا



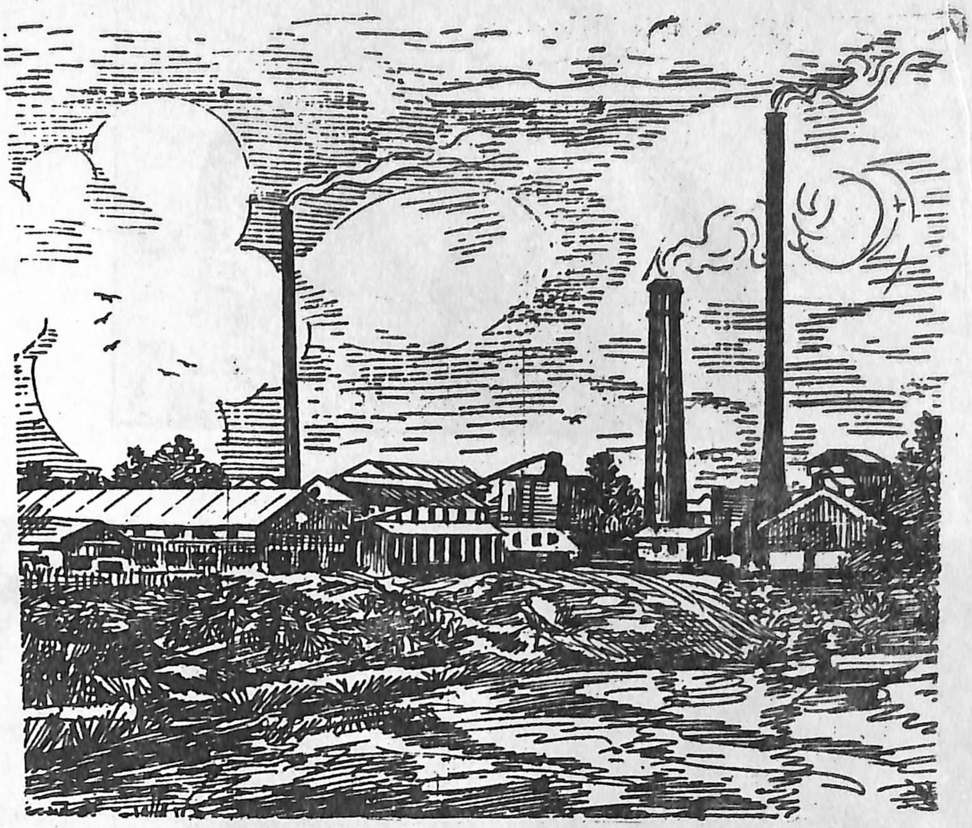
ڈاکٹر رنجیت بھارگوا



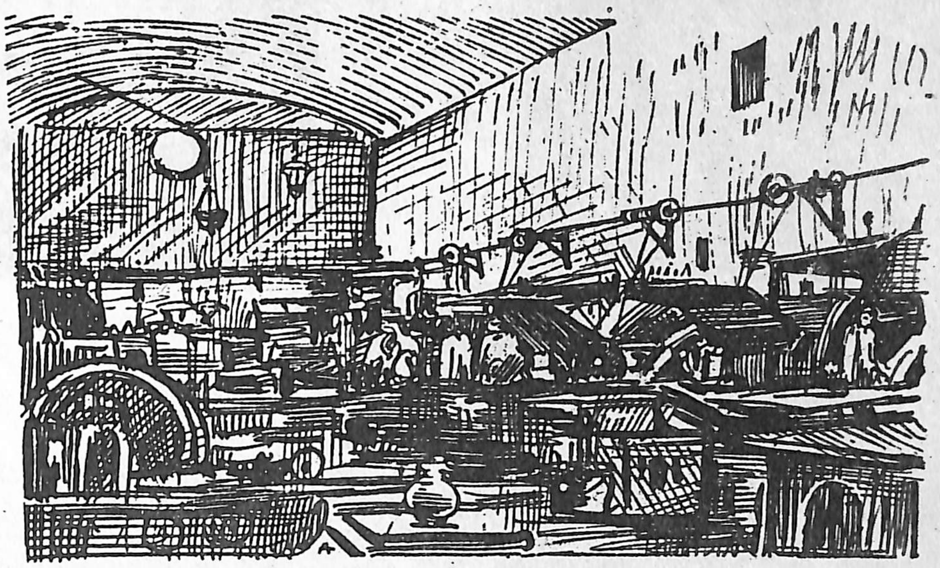
لو بھارگوا



کش بھارگوا



Paper Mill, Lucknow



Munshi Newal Kishore Press

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات

کے متعلق

عالی جناب حضرت مولانا علی میاں ندوی کے تاثرات

انصاف اور حقیقت پسندی اور علمی امانت داری اور اعلیٰ اخلاق کا تقاضا ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف کیا جائے، کہ آنجہانی نول کشور اردو کے ایک عظیم، بے تعصب، اور وسیع النظر اور حقیقت پسند طابع و ناشر PUBLISHER تھے، جنھوں نے سیکڑوں کی تعداد میں نہ صرف اردو کی معلوماتی تاریخی اور اصلاحی کتابوں کو شائع کیا، بلکہ مذہبی اور دینی نصاب کی کتابوں کو بھی طبع و اشاعت کا کام کیا، خود دینی و عربی مدارس کی کئی نصابی کتابیں ان کی پریس کی شائع کی ہوئی تھیں، یہاں تک کہ بعض ایسی کتابیں اور منظوم مجموعے ان کے پریس کے شائع ہوئے، جن میں اسلامی غزوات و فتوحات کی تاریخ تھی، اور وہ ایک ادب کے شاہکار تھے، یہاں اس کی صرف ایک مثال دی جاتی ہے۔

خلافت راشدہ اور عہد صحابہ کی فتوحات اور شہادت کا
ایک مستند اور مقبول تذکرہ اور تاریخ واقدی کی فتوح الشام ہے
جو عربی زبان میں ہے، اور علمی و دینی اور تاریخی ذوق رکھنے والے حلقے
اور قربانی و عظمت کو پسند کرنے والے ماحول میں بہت پسندیدہ اور
رائج تھی۔ راقم کے خاندان کی ایک قابل احترام شخصیت سید
عبدالرزاق صاحب کلاہی ٹونکی نے جو مشہور دینی عالم، داعی
اور مصلح حضرت سید احمد شہید کے نواسے اور راقم کے والد بزرگوار
مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب مصنف "گل رعنا" اور ناظم ندوۃ العلماء
کے حقیقی پھوپھا تھے، انہوں نے اس کتاب کو پچیس ہزار اردو
اشعار میں منتقل کیا جو بڑے دلآویز، زبان آفریں، اور
ولولہ خیز تھے، ہمارے خاندان (سادات رائے بریلی) میں رواج تھا
کہ جب خاندان میں کوئی حادثہ یا غمی پیش آتی، تو مستورات
جمع ہوتیں، اور یہ کتاب ترنم اور جوش کے ساتھ پڑھی جاتی،
سننے والی بیبیاں اپنا غم بھول جاتیں، آنکھیں اشک بار،
اور چہرے مغموم اور متاثر نظر آتے، راقم کو بارہا ان مجالس میں
شرکت کا اتفاق ہوا، سننے والیاں جب صحابہ کرام کی ہمت
و شجاعت، قربانی و شہادت اور ان کے گھر والوں کے صبر
و عزیمت اور شکر و رضا کے واقعات سنتیں بعد
رحم کے مناظر دیکھتیں تو اپنا غم بھول جاتیں۔

قارئین کو (خاص طور پر اس زمانہ کے بڑھے ہوئے
فرقہ وارانہ جذبات کے پیشِ نظر) یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا
کہ یہ ایمان افروز اور جوش انگیز کتاب بھی نول کشور پریس سے
شائع ہوئی تھی اور وہاں کے مکتبہ سے ملتی تھی،

اس کے علاوہ صرف ندوۃ العلماء کے عظیم کتب خانہ
(مکتبہ علامہ شبلی نعمانیؒ) میں درجنوں ایسی دینی، تاریخی اور علمی کتابیں ہیں
جو نول کشور پریس سے شائع ہوئیں، ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ
نول کشور اور ان کے خاندان کا ذہن اور معیار کتنا وسیع، حقیقت پسندانہ
اور علم دوست تھا، اور ان فنون نے علم و ادب، تعارف اور معلومات،
مدارس و مکاتب اور مطالعہ و واقفیت کے حلقے اور دنیا میں
کتنی قابل قدر اور صاحب الاشتراک خدمت انجام دی،
جو آج بھی مطالعہ اور واقفیت کے حلقے اور رواداری و
وسیع النظری کے گوشہ میں قابل قدر اور واجب التسلیم ہے

ابوالحسن علی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

یکم مارچ ۹۸ء



الحاج عمر انصاری

منشی نول کشور

ہندی کے ماہتاب تھے منشی نول کشور
اُردو کے آفتاب تھے منشی نول کشور

ایک ایک حرف جس کا جہاں پر ہو آشکار
ایسی کھُلی کتاب تھے منشی نول کشور

لائیں کہاں سے ڈھونڈ کے اُن کی مثال ہم
آپ اپنا بس جواب تھے منشی نول کشور

علم و ادب سے کیوں نہ عبارت ہو اُن کا نام
علم و ادب کا باب تھے منشی نول کشور

ممکن نہیں بھُلا سکے اردو زباں اُنھیں
اردو کا تو شباب تھے منشی نول کشور

لعل و گہر سے دامنِ اردو کو بھر دیا
وہ آسماں جناب تھے منشی نول کشور

اُردو کے صحن باغ میں فصلِ بہار کا
کھِلتا ہوا گلاب تھے منشی نول کشور

مقبول ہو جو شیخ و برہمن میں ایک ساتھ
ایسی شراب ناب تھے منشی نول کشور

طابع بھی بے نظیر تھے، ناشر بھی بے عدیل
انسان لاجواب تھے منشی نول کشور

مذہب ہو علم ہو وہ، ادب ہو کہ فلسفہ
ہر بات کا جواب تھے منشی نول کشور

طبعِ رسا کا تذکرہ چھڑ جائے بس کہیں
اُڑتا ہوا عقاب تھے منشی نول کشور

کردار کے بلند، ہر اک دل کے دل پسند
ایماں سے فیضیاب تھے منشی نول کشور

پھر دیکھنے کو جس کے ترستی رہے نظر
ایسا حسین خواب تھے منشی نول کشور

"پیدا کہاں اب ایسے پراگندہ طبع لوگ"
لاکھوں میں انتخاب تھے منشی نول کشور

منشی نول کشور

لکھنؤ

یہ ضلع[1] دارالحکومت اس صوبہ اودھ کا ہے یہ شہر لبِ گومتی دکن رویہ آباد ہے۔ گومتی کے دونوں طرف آبادی سے تخمیناً تین لاکھ آدمی کی بستی ہے۔ ۴۸ درجہ ۵۱ دقیقے اتر عرض ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پورب طول میں دارالامارۃ کلکتے سے گوشہ شمال اور مغرب کی طرف بسا ہوا ہے۔ اصل نام اس کا "لکش ناوتی" بتلاتے ہیں اور بعضے لوگ ایسا بھی کہتے ہیں کہ نیمشارن جہاں سوت جی ساٹھ ہزار منیوں یعنی زاہدوں کے ساتھ جلسے میں پران سناتے تھے، اسی مقام پر تھا۔ اصلی نام اس کا "لکش ناوتی" ہے اور بعضے "لچھن پور" کہتے ہیں۔ اصل دونوں کی ایک ہی ہے۔ یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا۔

شہر لکھنؤ کے دارالحکومت ہونے کا دعویٰ ہر چند جلوس نواب آصف الدولہ سے ہے۔ جس کو عرصہ اسّی برس کا ہوا ہے۔ مگر مدت مدید سے یہ شہر ازبس معظم اور مشہور شہرہائے اودھ سے تھا۔ فی زمانناجہاں شہر لکھنؤ آباد ہے اس مقام پر چونسٹھ دیہات آباد تھے جن کے نام اسمائے محلات سے جو اُن کی جگہ آباد ہیں، مفہوم ہوتے ہیں اور مابقی دیہات کے نام و نشان مفقود ہو گئے ہیں اور بجز کتب قدیمہ اور کسی علامت سے اُن کے نام دریافت ہو نہیں سکتے۔

ناف شہر لکھنؤ وہ بلند مقام متصل پل پختہ کے ہے جہاں ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحبؒ موجود ہے اور جس کو بہ نام "لچھمن ٹیلہ" مشہور کرتے ہیں۔ اس جانب یعنی بہ جانب ٹیلہ مذکور کے ایک گاؤں بنام "لچھمن پور" آباد تھا اور اُسی گاؤں کے نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ شہر "اجودھیا" جب کہ خاندان راجپوتان سورج بنسی اس شہر میں حکمراں تھے، ایسا

---

[1] یہ مضمون ۱۸۶۳ء کی تصنیف ہے۔ جس سے منشی جی کا طرز تحریر ہی نہیں ان کے عہد کے لکھنؤ کا حال بھی معلوم ہوتا ہے۔

بڑا وسیع شہر تھا کہ آبادیٔ شہر اجودھیا سے جو اب
آباد ہے۔ شہر لکھنؤ تک بلا فاصلہ آباد تھا۔ یہ روایت
اس وجہ سے قرین قیاس ہو سکتی ہے کہ لچھمن جی
جو آباد کنندۂ "لچھمن پور" کے تھے، بھائی شری رام چندر
کے تھے، جنھوں نے اجودھیا کو آباد کیا تھا۔ اور
یہ دونوں بھائی کبھی جدا نہ ہوتے تھے۔ اس نظر
سے ظن غالب ہے کہ دونوں نے آبادی اپنے اپنے
شہر کی بھی متصل ایک دوسرے سے کی ہو۔ غالب
ہے کہ آبادی لچھمن پور کی برہمنوں کی تھی اور چند
خاندان شیخ جو ۱۱۰۶ء میں ہمراہ فوج سپہ سالار غازی
میاں برادر زادۂ محمود غزنوی ان کو مغلوب کر کے
خود اُن کے ملک پر متسلط ہو گئے تھے، اُس وقت
میں اہلِ اسلام اِس ملک میں آئے تھے۔ گو اب ہر
ایک خاندان اہلِ اسلام بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ
فوج سپہ سالار کے یہاں آئے۔ بظاہر اُن کی آمد
قیام اس ملک میں بتدریج ہوا ہو۔ اور غالب کہ
سو برس کے عرصہ سے آبادی اُن کی یہاں قرار پائی
ہو۔ یہ خاندان شیخ جو ہمراہ سپہ سالار کے آیا تھا، انھوں
نے ملک میں بڑی عظمت و شان پیدا کی۔ یہاں تک
کہ فوج میں سے اُن کے خاندان کے کئی شخص علاقہ
صوبہ داری پر ممتاز ہو گئے تھے۔ اول اول لوگوں
نے تجویز تعمیر قلعہ کی کری۔ اور یہ قلعہ استحکام میں
بہت مشہور ہوا۔ اور یہ قلعہ اس مقام پر تعمیر کیا
گیا تھا جہاں اب "قلعۂ مچھی بھون" مشہور ہے۔

اور روایت اس طرح پر مشہور ہے کہ اُس کی تعمیر
ایک اہیر کے ذمہ تھی جس کا نام "لکھنا" تھا۔ اُس
وجہ سے اس کو "قلعۂ لکھنا" کہتے تھے اور چونکہ یہ
خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور کثرت اشخاص
اُس میں تھی۔ اس لیے اُس کے گرد و پیش میں اکثر
آبادی ہو گئی اور یہ دونوں آبادی کے نام یعنی
"لچھمن پور" اور "لکھنا" کے نام سے مخلوط ہو کر "لکھنؤ"
ہو گیا۔ اب یہ امر تحقیقاً معلوم نہیں ہوتا کہ یہ نام
"لکھنؤ" اس آبادی کا کب رکھا گیا۔ مگر اس میں شک
نہیں کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر شاہ بہ نام "لکھنؤ"
مشہور تھی۔

شیخان لکھنؤ ایک قصہ اثبات بزرگی اس
شہر کا یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۵۴۰ء میں ہمایوں
بادشاہ واسطے جنگ شیر شاہ بادشاہ جونپور کے جو
بعد از آں شہنشاہ دہلی ہو گیا۔ روانہ ہوئے اور
اثنائے راہ میں بمقام لکھنؤ چار گھنٹے استراحت
فرمائی تھی۔ باوجود اس کے کہ فوج شکست خوردہ و
دل شکستہ تھی اور ایسے وقت میں رعایا بھی فرمانبردار
نہیں رہتی، مگر تاہم اس عرصۂ قلیل میں فوج مذکور
نے واسطے شہنشاہ کے دس ہزار روپے اور
پچاس راس اسپ بہم پہونچائے تھے۔ اس قصہ میں
ہر چند مبالغہ ہو مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اُس زمانہ
میں بھی شہر "لکھنؤ" آباد و مالدار تھا۔ غرضکہ زمانہ
آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی

بڑھتی گئی۔ بلکہ کسی زمانے میں آدمیوں کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت میں پانچ لاکھ سے زیادہ سکونت بتاتے ہیں۔

اس شہر میں کتنی سرائیں، بہت سے کٹرے اور ٹولے اور محلے آباد ہیں۔ جس محلے میں شیخ مینا صاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلہ تو مسمار ہو گیا لیکن درگاہ موجود ہے۔ اکثر لوگ پنجشنبہ کو فاتحہ کے واسطے وہاں جاتے ہیں۔ سوا اس کے اور بھی زیارت گاہ اہلِ ہنود و اہلِ اسلام کی ہیں جن کی تفصیل طول ہے۔ باغات اس شہر میں اکثر اور میوہ جات ہر قسم کے نہایت تحفہ انبہ و خربزہ اور کولے مشہور ہیں۔ کوچے یہاں کے تنگ اور غلیظ مگر اب صفائی شہر کے لیے کمیٹی سے تدارک ہوتا جاتا ہے اور اب سڑکیں بھی وسیع اور فراخ نکلی ہیں اور نکلتی جاتی ہیں اور اب بھی اس ٹوٹی پھوٹی حالت پر شہر کو کسی بلند مقام سے دیکھا جائے تو جہاں تک نظر جائے وہاں تک درخت، باغ، مینائے گنبد اور عالی شان مکانات اور بعض جگہ چمکتی ہوئی سنہری کلسیاں نظر پڑتی ہیں۔

حسین آباد اور چوک میں اچھی رونق ہوتی ہے۔ عہد شاہی میں حجاموں تک کے بدن پر دوشالے اور حلال خوروں کے پانوٴں میں ٹاٹ بافی جوتے موجود تھے۔ جن کے گھر میں چولھے پر توا بھی نہ تھا وہ بھی بازار میں بنے پھرتے تھے۔ لفافہ تو اس شہر کا مشہور اور ابھی تک یہاں کے امراء و روساء اور اہل وثائق سے شہر کی شان و شوکت کچھ مشتے نمونہ از خروارے باقی ہے۔ ہر قسم تجارت کی جنس موجود انگریزی عملداری سے پہلے بادشاہی مکانات کی بڑی تیاریاں رہتی تھیں۔ قرینہ اور سجاوٹ دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تھی جھاڑ، کنول، شیشہ اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو۔ قصر جمشیدی کی شان و شوکت اُس سے عیاں ہو۔ "فرح بخش"، "مبارک منزل"، "اندراسن"، "موتی محل"، "شیش محل"، "حسین آباد"۔ کتب خانے لائق دیدنی تھے اب بھی جو کچھ مسماری و منہدمی سے محفوظ رہے قابلِ دید ہیں۔ محرم یہاں کا مشہور عالم ہے۔ امام باڑے ایام محرم میں نور کے بقعے نظر آتے ہیں خصوصاً حسین آباد۔

لوگ لکھنؤ کے تراش و خراش، بول چال میں اور شہروں کی زبان کو اپنے برابر نہیں جانتے بلکہ عموماً اتفاق ہے کہ جیسا یورپ میں فرنچ (فرانس) ویسا ہی ہند میں لکھنؤ ہے۔ میلے بھی بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔ مثل عیش باغ، آٹھوں کا میلہ سورج کنڈ، نوچندی۔

اس ضلع میں اگرچہ چھوٹے چھوٹے قصبے بہت ہیں مگر کاکوری، کرسی، ملیح آباد (زیادہ مشہور ہیں۔) کاکوری پر اکثر جگہ ممتاز اور عموماً اس قصبہ کے لوگ فارسی و عربی میں مہارت کمال رکھتے ہیں۔ نواح شہر کی زمینداری میں البتہ فائدہ

آمدنی ترکاری و سبزی کے بہت زیادہ اور ہر موسم کی چیزیں فصل سے آگے اس شہر میں آکر فروخت ہوتی ہیں۔ دارالحکومت عمل انگریزی میں بدستور لکھنؤ ہی قرار پایا۔ صاحب چیف کمشنر بہادر اسی جگہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس ضلع کے تعلقہ دار بھی اکثر شہر کی نزدیکی کے سبب سے خوش وضع و پُرتکلف ہیں۔ زمین اس ضلع کی اوسط درجہ کی ہے حضور تحصیل لکھنؤ، کرسی، موہن لال گنج، ملیح آباد یہ چار تحصیل ہیں۔

علم کی کثرت، مُلّا، فاضل اکثر، عربی و فارسی کا درس اور علم یہاں کا مشہور، اور طبیب بکثرت ہیں اور یہ شہر علم کی ٹکسال۔ ہر علم و فن کا آدمی یہاں ہے اور طبیعت دار، ذکی، خوش نویس بھی ہر خط کے اصل علیٰ۔ حافظ خوش الحان ایک سے ایک اعلیٰ۔ اہل حرفہ ہر قسم کے دستکار، صناع، موجد، سبک دست، ہر کام میں کما کھاتے ہیں۔ اور بہ نسبت اور شہروں کے یہاں کے صناع غنیمت۔ اسی طرح دوکاندار بھی کہ وہ بھی ایک فرقہ ہے۔

اس شہر کا جوتا اور کلاہ زردوکار چوب و کامدانی اور خمیرہ تمباکو اور زیور مرصع اور زیور وظروف طلاء و نقرہ و کمہار و نقاش و آتش باز و چکن ساز عمدہ سے عمدہ مشہور دیار و امصار و ساور ہے۔ دُور دُور مال جاتا ہے مگر بہ نسبت عہد شاہی کے یہ سب کام اب کم ہے، صَرف بھی کم ہے۔

مرد یہاں کے تماشہ بین، عیاش، تن پرور، خوش باش اکثر ہیں۔ موسم یہاں کے سب غنیمت مگر برسات میں فضا اور سبزہ زیادہ خوش نما ہوتا ہے اور ہوا دل چسپ۔ شہر کی آب و ہوا ذرا اچھی نہیں، پانی بھی کھاری ہے۔ جا بجا نشیب و فراز و نالہ وغیرہ مگر اب صفائی ہوتی جاتی ہے۔ قرب دریا سے سفید پوشی زیادہ ہے۔ حضرت گنج ذرا میدان اور بلندی پر ہے۔ اس لیے وہاں کی آب و ہوا و فضا بہت خراب ہے۔

یہاں کی ہندو عورات کی وضع خاص ہوتی ہے مگر مسلمان مرد اور ہندو مرد کی وضع اور لباس سب یکساں ہے۔ داڑھی منڈانے کا رسم علی العموم اور داڑھی رکھنا معیوب ہے نفاست، نزاکت، خوش خوری، خوش پوشی، مکلف مکان اور دھوم دھام شادی و فضول خرچی میں یہ لکھنؤ ہند میں انگشت نما گویا ہند کا پارس فرانس ہے۔

منشی نول کشور

• ہز میجسٹی امیر عبدالرحمٰن خاں شہنشاہ افغانستان ہندوستان تشریف لائے تو گورنر جنرل نے ان کے اعزاز میں لدھیانہ (پنجاب) میں ایک مخصوص دربار منعقد کیا۔ راجگان، مہاراجگان، والیان ریاست، امراء اور روسار نے شہنشاہ کو نذرانے پیش کرنا شروع کیا۔ منشی نولکشور نے بھی انھیں اپنی طرف سے نذر پیش کرنا چاہی تو شہنشاہ افغانستان نے ان کا نذرانہ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا:۔

"مجھے آپ کیسے نذر دیں گے آپ تو علم کے بادشاہ ہیں۔ مجھے چاہیئے کہ میں خود آپ کو نذر دوں"۔

اتنا کہہ کر انھوں نے ایک قیمتی شال میں بہت سی اشرفیاں رکھ کر منشی جی کو پیش کیں۔

(ماخوذ از ریکارڈس نیشنل آرکائیوز آف انڈیا)

• منشی نولکشور کے پرداداکا نام اندر سنگھ تھا۔ وہ مرہٹہ فوج کے کمانڈر انچیف تھے اور انھیں اپنی عسکری خدمات کے صلہ میں حکومت کی طرف سے ایک بڑی جاگیر عطا ہوئی تھی۔

• منشی نولکشور کے دادا مغل بادشاہ، شاہ عالم کے زمانہ میں وزیر خزانہ تھے اور ان کا نام بال مکند تھا۔ ضلع علی گڈھ میں انھیں بھی ایک بڑی جاگیر حاصل ہوئی تھی۔

• منشی نولکشور کی والدہ کا نام "یشودا دیوی" اور بیوی کا نام "سرسوتی کور" تھا۔

• منشی نولکشور کے والد جمنا پرشاد صاحب نے انھیں ایک مرتبہ فہمائش کی کہ "تم آرام طلب ہوتے جارہے ہو اور کوئی کام نہیں کر سکتے ہو"۔ منشی جی پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ وہ گھر سے کسی قسم کی مالی مدد لیے بغیر لاہور چلے گئے اور معمولی مشاہرہ پر منشی ہرسکھ رائے کے اخبار "کوہ نور" کے عملۂ ادارت میں شامل ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ۱۸۵۸ء کے آخر میں لکھنؤ آئے اور مطبع نولکشور کی بنیاد رکھی۔

• ۔ منشی نولکشور نے اپنی وفات سے دو روز قبل اپنے قریبی اعزا، مخصوص احباب اور معتمد ملازمین سے بتادیا تھا کہ "۱۹ فروری کو میں تم لوگوں کے بیچ سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوجاؤں گا۔ تم لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کرو اور مجھے سکون لینے دو۔" پھر جب جو کچھ دینا تھا دیا، حسابات دیکھے اور ابدی نیند کے لیے لیٹ گئے۔

• ۔ منشی نول کشور اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ امور خیر پر خرچ کرتے تھے۔ ان کی طرف سے کتنے ہی یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت وظیفے مقرر تھے۔

• ۔ منشی نول کشور اہل علم کے قدر دان اور اُن کے مرتبہ شناس تھے۔ ان کا سابقہ بھی ایسے ہی لوگوں سے رہتا تھا اور وہ اُن کے منصب کے بموجب اُن کی قدر و منزلت کرتے تھے۔ اپنے مطبع کے اشاعتی کاموں کے سلسلے میں بلند مرتبہ علماء کی خدمات حاصل کرتے تھے تو اس طرح کہ انھیں اپنے پریس میں بلانے کے بجائے خود اُن کے پاس جاتے تھے یا اپنے مخصوص معتمدین کو اُن کے پاس بھیجتے تھے۔

• ۔ ۱۸۸۶ء میں شہنشاہ ایران ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے تشریف لائے تھے۔ کچھ لوگوں نے اُن سے اُن کی تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:

"میرے ہندوستان آنے کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ منشی نول کشور اور وائسرائے ہند سے ملاقات کرسکوں۔"

(ماخوذ از ریکارڈس نیشنل آرکائیوز آف انڈیا)

• ۔ مولانا امیر علی ملیح آبادی مصنف "تفسیر مواہب الرحمٰن" و مترجم "فتاویٰ عالمگیری" عرصہ تک مطبع نولکشور سے وابستہ رہے ضعیفی میں جب وہ ملیح آباد میں سکونت پذیر ہوگئے تو منشی نولکشور ہر ہفتہ ان سے ملنے کے لیے ملیح آباد جاتے تھے۔ مولانا صاحب حقہ کے بڑے شوقین تھے اور لکھنؤ کا خمیرہ انھیں بہت مرغوب تھا۔ اس لیے منشی جی لکھنؤ کا تعریفی خمیرہ اُن کے لیے ساتھ لے جاتے تھے۔

(ماخوذ از علمی اجالے مصنفہ امیر حسن نورانی)

• ۔ منشی نول کشور نے اپنے "اودھ اخبار" میں شائع ہونے والے مضامین کے لیے مضمون نگاروں کو معاوضہ دے کر اُردو اخباروں میں مضمون نگاروں کو ان کی تخلیقات کا معاوضہ دینے کا آغاز کیا۔

• ۔ منشی نول کشور کو شعر و شاعری سے بڑا شغف تھا۔ فارسی اور اُردو کے بلند مرتبہ

سوار کے دیوان اور کلیات کا مطالعہ اُن کے معمولات میں داخل تھا۔ اکثر اپنے مکان پر محفل مشاعرہ منعقد کرتے تھے جن میں مقامی اور بیرونی شعراء شرکت کرتے تھے فقیر محمد خاں گویا۔ نواب مظفر الدولہ آسیر امیٹھوی سید فضل رسول واسطی سندیلوی اور دوسرے بلند مرتبہ شعراء بھی ان مشاعروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔

- منشی نولکشور نے اپنے "اودھ اخبار" کے ذریعہ اُردو زبان کو دو عہد آفریں ادیب دیے۔ رتن ناتھ سرشار اور عبدالحلیم شرر۔

جس زمانے میں سرشار اور شرر تھے وہ اُردو نثر کی تاریخ میں "سرشار اور کا زمانہ" کہلاتا ہے۔

- منشی نول کشور نے اُردو زبان میں قرآن مجید کی سب سے بڑی تفسیر "مواہب الرحمٰن" شائع کی۔ یہ تفسیر تیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور مولانا امیر علی ملیح آبادی کی تصنیف ہے۔
- منشی نول کشور نے دنیا کی سب سے زیادہ ضخیم کتاب "طلسم ہوش ربا" شائع کی تھی جو بہت بڑے سائز کے اٹھارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔
- منشی نول کشور دنیا میں اُردو زبان کے سب سے بڑے پبلشر تھے اور آج تک "منشی نول کشور" سے زیادہ کسی اور مطبع نے اُردو کی کتابیں شائع نہیں کیں۔
- منشی نول کشور نے دنیا میں پہلے پہل قرآن مجید کی بے نقط تفسیر شائع کی۔ "سواطع الالہام" اس تفسیر کا نام ہے جسے مغل بادشاہ اکبر اعظم کے لائق وزیر فیضی نے فارسی زبان میں تصنیف کیا تھا۔
- منشی نول کشور نے دنیا میں پہلے پہل سنسکرت کی عظیم کتابوں "مہا بھارت" اور "رامائن" کے فارسی ترجمے شائع کئے۔
- منشی نول کشور نے ایشیا میں پہلے پہل "تاریخ طبری" کا فارسی ترجمہ شائع کیا۔ جسے فارسی نثر کی چار قدیم ترین کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر رنجیت بھارگوا

منشی نول کشور ـــ علمی، ادبی اور سماجی خدمات

انیسویں صدی عیسوی کے آخری پچاس سال ہندوستان کی تاریخ میں زرین حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں طرح طرح کی صحت مند تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ نشاۃ الثانیہ کے اس عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام پائے ایک نئے سماج کی ضرورت نے حساس طبیعتوں کو اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر مجبور کر دیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ہندوستان کے بسنے والے ہندو اور مسلمان اس تصور سے کانپ رہے تھے کہ انگریزوں کی فولادی طاقت ان کے شاندار ماضی اور تہذیب و تمدن اور علم و ادب کے خزانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مٹا دے گی۔ مگر ان کی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں کیونکہ مادر ہند کے ہونہار فرزند منشی نولکشور اس پر کسی طرح تیار نہ تھے کہ وہ ہندو مسلمانوں کی مذہبی روایات، علمی ادبی شہپاروں اور علوم و فنون کو بدیسی حکمرانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ چنانچہ انھیں ہر طرح کی دخل اندازیوں کے باوجود یہ کام بہت آسان معلوم ہوا۔ آج عربی فارسی اردو اور اسلامی دینیات کا جتنا بڑا اور وقیع خزانہ نولکشور پریس کی شائع شدہ کتابوں میں ملے گا وہ برصغیر ہندو پاک کے کسی دوسرے مطبع میں نظر نہیں آسکتا۔ منشی جی نے بظاہر کتابیں شائع کیں مگر انھیں کتابوں میں انھوں نے دنیائے علم و ادب کو وہ تحفے عطا کئے جو ہر شخص کے بس میں نہیں۔

۳ جنوری ۱۸۳۶ء کو بروز اتوار متھرا ضلع کے ریڑھا نامی گاؤں میں منشی نولکشور کا جنم ہوا۔ پنڈت جمنا پرشاد بھارگوا کے یہ منجھلے بیٹے تھے۔ ان کے والد علی گڈھ کے ایک زمیندار تھے۔ ان کے دادا پنڈت بال مکند "مغل شہنشاہ شاہ عالم کے عہد میں خزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ منشی جی کی ابتدائی تعلیم آگرہ کالج آگرہ میں ہوئی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں لاہور کے مشہور اخبار "کوہ نور" کے ایڈیٹر منشی ہرسکھ رائے سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے صحافت اور طباعت میں منشی جی کی دل کھول کر رہنمائی کی۔ لاہور سے واپسی پر ۲۲ سال

کی عمر میں منشی جی نے لکھنؤ میں اپنا مطبع نولکشور قائم کیا جو آج ایشیا کا سب سے زیادہ قدیم مطبع ہے۔ ۲۶ نومبر ۱۸۵۸ء کو انھوں نے اسی پریس سے مشہور اودھ اخبار اردو میں نکالا۔ یہ اخبار شمالی ہندوستان کا سب سے پہلا اردو اخبار تھا اور اس کی علمی ادبی حیثیت آج بھی مسلّم ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس اخبار کی تعداد اشاعت ۱۲ ہزار تک پہونچ گئی۔ اُس زمانہ میں کاغذ کی قلت اور نقل وحمل کی دشواریوں کے باوجود اس اخبار کی مقبولیت کا اندازہ اس کی تعداد اشاعت سے کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے باہر دوسرے ممالک مثلاً برما، انگلینڈ اور مغربی ایشیا میں اس کے پڑھنے والے موجود تھے۔ اس زمانہ کے مشہور اہل قلم اور صاحبان علم وفن نے اودھ اخبار میں اپنے مضامین شائع کرنا شروع کئے۔ مشہور پروفیسر ای ایچ۔ پامرس اس اخبار کے نامہ نگار تھے۔ منشی جی کو اردو، فارسی، عربی، ہندی، سنسکرت، گرمکھی اور بنگالی زبانوں کے غیر مطبوعہ شاہکاروں کی تلاش رہتی تھی، چنانچہ انھوں نے اس مطبع سے اپنی زندگی میں چار ہزار کتابیں شائع کیں۔ انھیں مذہب اور دینیات سے گہرا تعلق تھا۔ چنانچہ انھوں نے مسلمانوں اور ہندؤوں کی مذہبی کتابوں کو شائع کرنے میں جس انہماک اور خلوص سے کام لیا وہ کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن شریف کی طباعت ان کا خاص مشغلہ تھا۔ اسی طرح انھوں نے سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی کو بھی بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ اس طرح مختلف مذاہب میں یک جہتی اور یگانگت کا اہم فریضہ بھی انھوں نے ادا کیا۔

مسلمانوں کی کتابوں کا ہندی زبان اور ہندؤوں کی کتابوں کا اردو فارسی میں ترجمہ کرواکر منشی جی نے جو خدمت انجام دی وہ ناقابل فراموش ہے۔ ترجمہ کے لیے انھوں نے ماہرین فن کی خدمات حاصل کیں۔ ۱۸۵۸ء کے بعد کے مشہور اردو شعراء اور دیگر اہل قلم کسی نہ کسی حیثیت سے اس مطبع سے وابستہ رہے۔ اسی مطبع سے مرزا غالبؔ اور آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کا کلام بڑے اہتمام کے ساتھ شائع ہوا۔ مرزا غالبؔ نے ایک خط میں لکھا ہے:۔

"اس چھاپہ خانے نے جس کا بھی
دیوان چھاپا اِس کو زمین سے
آسمان پر پہونچا دیا۔"

منشی جی کی ذہنیت تاجرانہ نہ تھی۔ ان کا مطمح نظر یہی رہا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ کتابوں کو کم سے کم قیمت پر مہیا کریں تاکہ عوام الناس ان سے مستفید ہوسکیں۔ کاغذ کی قلت کو دور کرنے کے خیال سے انھوں نے ایک علیحدہ کارخانہ کھول دیا تاکہ کتابوں کی اشاعت پر اثر

نہ پڑے۔ کاغذ کا یہ کارخانہ شمالی ہند میں کاغذ بنانے والا سب سے پہلا کارخانہ تھا۔ مطبع نولکشور کی شاخیں کانپور۔ لاہور۔ پٹیالہ اور لندن میں بھی قائم کیں۔

بحیثیت انسان منشی جی کیا تھے یہ غالب کی زبان میں سنئے:۔

"خالق نے ان کو زہرہ کی صورت
اور مشتری کی سیرت عطا کی ہے:"

وہ نہایت فیاض، خوش اخلاق اور مرنجان مرنج انسان تھے۔ انھوں نے مختلف تعلیمی اور سماجی اداروں کی مالی امداد کو اپنا اولین فریضہ سمجھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔ کیننگ کالج لکھنؤ۔ ڈفرن ہسپتال لکھنؤ اور مختلف لائبریریوں کی مالی امداد سے وہ کبھی غافل نہیں رہے۔ ملک و قوم کی خدمت انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں کی۔ انگریزی حکومت نے ان کو سی آئی اے کے خطاب سے نوازا۔ مختلف اداروں کے ممبر اور سرپرست مقرر ہوئے۔ شہنشاہ افغانستان امیر عبدالرحمٰن کی آمد کے موقع پر لدھیانہ میں جو دربار منعقد ہوا تھا اس میں منشی جی کو شہزادوں کے برابر جگہ دی گئی جس پر وہ لوگ برہم ہوئے۔ مگر بانی دربار گورنر جنرل پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے شہزادوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا:۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ جس
ہستی کے بارے میں نہیں جانتے اس
پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو
کیا معلوم کہ یہ ہمارے معزز منشی نولکشور
جی ہیں:"

یہ سنتے ہی امیر عبدالرحمٰن چونک پڑے اور انھوں نے منشی جی کو اپنے قریب بلاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور فرمایا:۔

"ہندوستان آکر مجھے یہ شرف نصیب
ہوا کہ آپ سے ملاقات ہوگئی۔ مجھے
کسی اور بات سے اتنی خوشی نہیں ہوئی:"

یہ سن کر شہزادوں کا برا حال ہوگیا اور انھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے منشی جی سے معذرت خواہی کی۔ اس زمانہ میں شہنشاہ ایران بھی ایک بار ہندوستان تشریف لائے تھے اور انھوں نے آکر کہا:۔

"میرے یہاں آنے کے دو مقصد ہیں
ایک تو گورنر جنرل اور دوسرے منشی
نولکشور سے ملاقات کرنا اور
بس:"

منشی جی کے دل میں ملک و قوم کی محبت حد درجہ تھی۔ انگریزی حکومت انھیں جس نگاہ سے دیکھتی تھی اس کا یہ تقاضا نہ تھا کہ وہ کانگریس کا نام بھی لیں مگر وہ ایسے نہ تھے۔ انھوں نے

سر سریندر ناتھ بنرجی اور اے۔ او۔ ہیوم کے
ساتھ مل کر کانگریس کے قیام کے لیے بہت جدوجہد
کی وہ اس جماعت کو مستقل طور پر مالی امداد
بھی دیتے تھے اور اودھ اخبار میں انھوں نے کانگریس
کی پالیسیوں کی علی الاعلان حمایت کی اور انھیں حکومت
وقت کا ذرا بھی خوف نہ آیا۔ اس طرح ان کی
حب الوطنی اور قوم پرستی اظہر من الشمس تھی۔ منشی جی
نے تیس لائبریریاں قائم کیں۔ اس طرح انھوں نے
ایک نہایت کامیاب زندگی گزار کر صرف ۵۹ برس
کی عمر میں دفعتاً انتقال کیا۔ ۱۹ فروری ۱۸۹۵ء
کو یہ چراغ گل تو ہو گیا مگر اس کی ضو پاشیاں ابھی
تک جاری ہیں۔

منشی جی کی برکات اور ان کے فیض کا
دریا بدستور بہہ رہا ہے ان کی وفات کے
بعد ان کے بیٹے رائے بہادر پراگ نرائن بھارگوا
نے ان کی جگہ لی اور اپنے باپ کے نقش قدم
پر چلتے رہے۔ باپ کی پوری وضعداری کے ساتھ
علم و فن اور ملک و قوم کی خدمات انجام دے کر
یہ بھی ۱۹۱۶ء کو اس جہانِ فانی سے چل بسے۔ ان
کے بعد منشی نولکشور جی کے پوتے بشن نرائن بھارگوا
جانشین ہوئے۔ یہ بھی اپنے والد کے لائق بیٹے
تھے چنانچہ انھوں نے اپنے باپ دادا کے راستہ
سے سر مو جنبش نہ کی اور اسی طرح کی کامیاب اور
لائق رشک زندگی گزاری علم و ادب کے ذخیروں
میں برابر اضافہ ہوتے رہے۔ کتابیں شائع
ہوتی رہیں، اور آزادی ہند کے نازک پودے
کی آبیاری بھی جاری رہی۔ بشن نرائن جی کے بڑے
بیٹے راجہ رام کمار بھارگوا اپنے والد کی وفات کے
بعد جانشین ہوئے ملک کی تقسیم کے ساتھ ساتھ
جائیداد اور کاروبار کی تقسیم سے پیدا ہونے والے
انتہائی نامساعد حالات اور حوصلہ شکن اسباب کے
باوجود ہر کہ آمد عمارت نو ساخت کے مصداق انھوں
نے بھی اپنی خاندانی روایات میں چار چاند
لگائے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔
نیک کام کرنے والوں کا خدا ساتھ دیتا ہے۔
نیکیاں امر ہوتی ہیں۔ منشی نولکشور جی بھلے تھے۔
نیک تھے، خدا ترس تھے۔ انسان دوست تھے۔
انھیں نفرت اور دوئی سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔
وہ ہندو ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں سکھوں اور
دوسرے مذہب والوں کو عزت کی نگاہ سے
دیکھتے تھے۔

منشی نولکشور جی کی یادگار منانے کے
لیے حکومت ہند نے یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری
کر کے ایک اہم فریضہ ادا کیا ہے جس کے لیے
وہ قابل مبارکباد ہے۔ وہ تمام اخبار،
رسائل، افراد اور ادارے جنھوں نے ان
کی یاد منائی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے
علم و ادب کے اس عظیم محسن کو فراموش نہیں کیا۔

پروفیسر سید امیر حسن عابدی

منشی نولکشور اور فارسی ادب

اردو، فارسی، عربی اور اسلامیات کی جو خدمت مرحوم منشی نول کشور نے کی ہے، ایسی آج تک شاید کسی فرد یا کسی حکومت یا ادارہ نے بھی نہ کی ہو گی۔ نیز انھوں نے ان زبانوں کی ترقی اور بقا و دوام میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ دنیا میں ان زبانوں کے علمی حلقے اس عظیم شخصیت سے پوری طرح آشنا ہیں اور شاید کوئی ایسا اسلامی ملک نہیں ہے جہاں ان کی شائع کردہ کتابیں داخل درس نہ ہوں اور پڑھائی نہ جاتی ہوں۔ نیز دنیا کا کوئی ایسا بڑا کتب خانہ نہ ہوگا جہاں ان کے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں موجود نہ ہوں۔ دنیا کے جس ادارے یا یونیورسٹی میں مشرقی علوم کا چلن ہوگا، وہاں مطبع نول کشور کی مطبوعات بھی ضرور ہوں گی۔ مجھے ایران، افغانستان، ترکی جیسے ممالک کے کتب خانے دیکھنے کا موقع ملا ہے اور مجھے اندازہ ہے کہ اس مطبع کی کتابیں کس اہتمام سے محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

مجھے کئی سال پہلے ایک مرتبہ مشہد کے ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں شرکت کا موقع ملا، جس کا موضوع "ہندستان میں فارسی" تھا۔ میری گفتگو کو مؤثر بنانے کے لیے ٹیلی ویژن والوں نے کتب خانۂ آستانہ قدس یعنی حضرت امام رضاؑ کے روضہ کے کتب خانہ سے نول کشور کی چھپی ہوئی کتابیں عارتیاً منگوا کر دکھلائی تھیں۔ اس طرح ہمیں یہاں رہ کر شاید منشی جی کی عظیم خدمات کا اتنا اندازہ نہ ہو سکے گا جتنا کہ ان لوگوں کو ہوگا جنھیں بیرونی ملکوں کے علمی ادارے اور کتب خانے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ عربی، فارسی اور اردو میں جتنی کتابیں نول کشور پریس سے شائع ہوئی ہیں اتنی غالباً کسی اور ملک میں شائع نہ ہوئی ہوں گی۔ علمی اور ادبی مجلسوں میں منشی نول کشور کا نام ضرور آتا ہے۔ ہمارے محقق اور ادیب فارسی کے کسی موضوع پر اگر کام کریں یا کسی دیوان کو صحت و اہتمام سے ایڈٹ کریں تو ان کو اکثر و بیشتر نول کشوری نسخوں

کی طرف رجوع کرنا ہی پڑے گا۔ نیز ہر مطبوعہ کتاب کا قدیم ترین نسخہ غالباً نول کشوری نسخہ ہی ہوگا۔ اس پریس سے اس وقت فارسی کی کتابیں شائع ہو رہی تھیں۔ جبکہ خود فارسی بولنے والے ملکوں میں شاید پریس کا رواج بھی نہ تھا۔

میں نے خود نول کشوری نسخوں سے فارسی کے مختلف امتحانات میں استفادہ کیا ہے۔ آج ان کتابوں کے بہتر سے بہتر ایڈیشن بازار میں آ گئے ہیں مگر میری طالب علمی کے زمانہ میں نول کشوری نسخوں کے علاوہ کسی اور کا نام و نشان تک نہ تھا۔

یونیورسٹی اسکول اور کالج کے طلبا کو شاید منشی جی کی خدمات کا پورا اندازہ نہ ہوگا مگر جن لوگوں نے درس نظامی حاصل کیا ہے اور عربی مدارس میں تعلیم پائی ہے۔ ان کو پورا احساس ہوگا کہ نحو، صرف، منطق، فلسفہ، اصول، ادب، ہئیت، لغت، عروض جیسے سبھی علوم کی بے شمار کتابیں مطبع نول کشور نے شائع کر کے استادوں اور شاگردوں دونوں کی مشکلوں کو حل کر دیا۔

مجھے اب تک یاد ہے کہ کسی زمانہ میں جب میں کابل میں تھا اور اپنے مطالعہ کے سلسلے میں کتب فروشوں کے یہاں بھی جانا پڑتا تھا تو میں نے دیکھا کہ مطبع نول کشور کی چھپی ہوئی لغت وغیرہ کی کتابیں وہاں اس قدر مقبول ہیں کہ بعض کتب فروش اپنے لیے مخصوص اس قسم کی کتابیں چھپوا کر ہندستان سے لاتے ہیں۔

فارسی کی مثنوی سوز و گداز (۱۸۶۷ عیسوی) پدماوت (۱۸۷۱ عیسوی) اور گلزار حال یا طلوع قمر معرفت یعنی پربود چندر اودی جیسی کتابیں اسی مطبع میں چھپی ہیں جب مجھے ان کو ایڈٹ کرنے کا موقع ملا تو میں نے نول کشوری نسخوں کو اصل متن کی صورت میں رکھا۔ البتہ دوسرے قلمی نسخوں کی مدد حاصل کی اور متن کو زیادہ سے زیادہ صحت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی۔

حضرت امیر خسرو دہلوی اور حافظ شیرازی جیسے عظیم شعرا کا کلام ایران اور ہندوستان میں بار بار شائع ہوا ہے۔ مگر اب تک منشی جی کے مطبع کے چھپے ہوئے نسخوں کی بات ہی کچھ اور ہے۔ نیز تمام بڑے شعرا کا کلام شاید سب سے پہلے اور بار بار مطبع نولکشور سے ہی شائع ہوا۔

"کلیات عناصر دواوین خسرو" کے نام سے طوطی ہند حضرت امیر خسرو کے چار دیوان (تحفۃ الصغر، وسط الحیات، غرۃ الکمال، بقیہ نقیہ) کا انتخاب کئی مرتبہ اس مطبع سے شائع ہوا۔ ان میں سے ایک بار ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا اور اس سال کا چھپا ہوا نسخہ اکثر کتب خانوں میں پایا جاتا ہے۔ آج ضرورت تھی کہ ان دیوانوں کو الگ الگ ایڈٹ کر کے پورے اہتمام سے شائع کیا جاتا۔ مگر بدقسمتی سے یہ کام اب تک نہ ہو سکا اور اب بھی نول کشوری نسخوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

دکتر آصفه زمانی

چاپخانه نول کشور لکنئو

در سال ۱۸۵۷ میلادی دورهٔ حکمرانی گورکانیان به پایان رسید. اما دلیر مردان راه آزادی ها کوشش های خستگی ناپذیر برای خنثی ساختن قدرت روز افزون انگلیس ها و کامپانی شرقی هند در اود، دهلی، بنگال و بعضی قسمتهای دیگر تلاشها برای براه انداختن انقلاب آزادی کردند. اما سعی انقلاب به ناکامی انجامید. انگلیس ها برای خفه ساختن قدرت های انقلابی از هیچگونه اقدامی دریغ نه کردند. بعد از سال ۱۸۵۷ میلادی زمانیکه هنگامهٔ دار و گیر تا اندازه ای سرد شد نوجوانی به نام منشی نولکشور در لکهنؤ چاپخانه ای تأسیس کرد که در ابتدا به نام مطبعهٔ اود اخبار موسوم بود.

منشی نولکشور اصلاً ساکن شهرستان علی گر عضو یک خانوادهٔ معزز و زمیندار برهمن بود (۱) وی تحصیلات خود را در متورا، علی گر و آگره دنبال کرد. او از آغاز تحصیلات به انشا و نویسندگی علاقه داشت و این شوق موجب تکمیل بزرگترین کارنامهٔ زندگی وی گردید. نخست به روزنامه نویسی علاقه مند شد. در لاهور به عنوان یکی از کارمندان اداری روزنامه کوه نور انجام وظیفه نمود پس از مدتی بعد از آنکه حاصل نمودن تجارب عملی و روزنامه نویسی و انتشاراتی به وی دست داد وی روی به لکهنؤ نهاد

در لکهنؤ کوشش اساسی وی آن بود که کتابهای علوم شرقی را چاپ نماید و درین ضمن با کمک دانشمندان فارسی و عربی به کارمندان پنجاب کار خویش را به پیش برد.

چاپ خانه نولکشور در ۲۳ نوامبر سال ۱۸۵۸ میلادی در ساختمان راجامان سینگ واقع حضرت گنج لکنئو تأسیس گردید.

ظاهراً منشی نولکشور ناشری خوب و تاجری موفق شمرده می شود. اما عظمت

---

۱ نولکشور در موضع ریرکه خانوادهٔ مادر بزرگ در آنجا زندگی میکرد در سال ۱۸۳۶ میلادی به دنیا آمد و در سال ۱۸۹۵ میلادی وفات یافت.

کارنامهٔ او ازین حقیقت آشکار میشود که اگر منشی نول کشور کتابهای گرانقدر علمی و ادبی در چاپخانه خود چاپ نموده به دسترس عموم نمی گذاشت، در آنصورت هزاران هزار کتاب تلف می شد و ما از نظر منابع فرهنگی کم مایه می بودیم. برای کتب فارسی این امر مایهٔ افتخار است که نول کشور کتابهایی را منتشر کرده که قبل از آن در هیچ کشور اسلامی منتشر نشده بود. محقق معروف پروفسور نذیراحمد می نویسد: ... کار انتشار کتب فارسی در هند نیز با توجه زیاد صورت گرفت. چاپخانه نول کشور کاری را که دراین زمینه انجام داده است نظیر آن در ایران نیز وجود ندارد و باید به این امر اعتراف کرد که اگر این چاپخانه کتب فارسی را چاپ نمی کرد در آنصورت هزاران کتاب از بین میرفت. تمام دانشمندان ایران به این امر معترفند. به هر کتابخانه ای که مراجعه کنید حتماً کتابهای چاپ نول کشور را می یابید. بنا براین خدمت بزرگ نام نول کشور در جهان دانش همواره باقی خواهد ماند و به همین اساس نام هند نیز پاینده گردیده است. این کتب فارسی موجب شدند که دایرهٔ زبان فارسی هرچه بیشتر وسیع باشد (۱).

به نظر دکتر گوپالاردی، استاندار قبلی اتراپرادیش:

!... او (نول کشور) نه تنها اخبار اود را منتشر نمود بلکه همیشه در تلاش نسخه های خطی عربی و فارسی و سانسکریت، اردو و هندی بودو اغلب آنها را به چاپ رسانید...! (۲)

پروفسور سید امیرحسن عابدی میفرماید: !... این سخن مبالغه نخواهد بود که آن اندازه کتابهایی که در زبانهای فارسی، عربی و اردو توسط چاپخانه نول کشور به چاپ رسیده است شاید در هیچ کشوری منتشر نشده باشد. محققین و نویسندگان ما اگر در مورد یکی از موضوعات فارسی کاری انجام دهند یا متن هیچ یک از دیوانهای شعرا را تصحیح نمایند برای آنها لازم است که هرچه بیشتر به انتشارات نول کشور مراجعه

---

۱ فارسی اور هندوستان (ترجمه از اردو) چاپ پاتنا سال ۱۹۷۲ میلادی صفحه ۴۴.

۲ ماهنامه نیادور (اردو) شمارهٔ مخصوص منشی نول کشور لکنئو ۱۹۸۰ م صفحه ۸۹.

کنند ... هنگامیکه توسط این چاپخانه کتابهای فارسی منتشر می شد در آنزمان شاید در کشورهای فارسی زبان اصلاً چاپ کتب رواج نداشت ... درینجا این نکته نیز قابل یادآوری است که از چاپ خانه نول کشور تنها دیوان حافظ از سال ۱۸۲۲ میلادی تا ۱۹۰۲ میلادی بارها منتشر شده است ! (۱)

چاپخانه نول کشور تنها اداره ای تجاری نبوده، بلکه در جهان دانش دارای مقام مهمی می باشد. بیشتر دانشمندان آنزمان به این اداره وابسته بودند. بعضی از دانشمندان تصنیف و تالیف و تدوین و ترجمه به عنوان آزاد انجام میدادند و بعضی رسماً کارمند چاپخانه بودند. در بخش تصنیف و تالیف چاپخانه نول کشور درمیان دانشمندانی که حضور داشتند نام مولانا سید امیر علی ملیح آبادی، مولانا محمد حسن، مولانا احتشام الدین مرادآبادی، مولانا فخرالدین، مفتی غلام سرور لاهوری، مولانا فضل احمد و مولانا خرم علی به طور خاص قابل یادآوری است. این دانشمندان گرانمایه بسیاری از کتب عربی را به فارسی و اردو ترجمه کردند و تعداد زیادی از کتب فارسی را به زبان اردو در آوردند. بسیاری از کتب را ترتیب و تدوین کردند. علاوه بر خواجه عبدالمجید خان، مولوی بشارت علی، مولانا عبدالحق بریلوی، محمد علی جویا مرادآبادی، منشی گوکل پرشاد، مولوی یوسف شاه عرف بانکی میان چشتی، مولانا غلام حیدر گوپا موی، منشی خادم حسین اکبرآبادی، منشی وحیدالزمان مولانا قطب الدین دهلوی، مولوی صادق علی، مولانا رحمان علی، سید مهدی حسین سیدن پوری، مولوی عنایت حسین، مولوی ظهیرالدین بلگرامی، مولوی امانت الله، حکیم احسن الله خان دهلوی، میرزا اسدالله خان غالب و مردان علی خان رعنا در شمار مصنفین و مترجمین بزرگی می آیند که با وجود نداشتن خدمت رسمی این اداره در پیشبرد کارهای تحقیقی و تصنیفی این بخش، سهم ارزنده یی گر دارند. در این اداره اشخاصی نیز وجود داشتند

---

۱ ماهنامه نیادور .... صفحه ۹۸ تا ۱۰۰)

که از سانسکریت و هندی به فارسی و اردو ترجمه میکردند. این اداره همچنین در مورد علم طب، باغبانی، تعلیم و غیره فنون کتابهای ارزنده پی چاپ نموده است.

در ضمن فعالیتهای منشی نول کشور انتشار کتب به زبان فارسی بخش وسیعی را در بر می گیرد. کتب علوم و فنون مختلف به زبان فارسی از آنجا منتشر شد. علت توجه بیشتر منشی نول کشور به زبان فارسی محیط اجتماعی آن زمان بود. در آنزمان نویسندگان و شعرای هند و مسلمان به زبان فارسی می نوشتند و اینرا مایهٔ فخر میدانستند. بدینصورت فارسی زبان رائج علمی بود. طبق خواست زمان انتشار کتب فارسی امری طبیعی بود. منشی نول کشور دیوان ها و کلیات و آثار خطی سخنوران و نویسندگان نامی زبان فارسی را به دست آورده توسط دانشمندان زبردست تصحیح نموده آنها را انتشار داد. آثار منظوم معروفی که از چاپخانه نولکشور منتشر شده است عبارت است از مثنوی مولانا روم، شاهنامه فردوسی، مثنویات خواجه فریدالدین عطار، کلیات شمس تبریز، کلیات صائب، کلیات عراقی، کلیات انوری، کلیات جامی، کلیات بیدل، کلیات سعدی، کلیات عرفی، کلیات نظیری، کلیات ظهیر فاریابی، کلیات جلال اسیر، کلیات غالب، کلیات صهبایی، دیوان حافظ، دیوان نظیری، دیوان عرفی، دیوان کلیم همدانی، دیوان حزین، دیوان فیضی، دیوان واقف، دیوان هلالی، دیوان نعمت خان عالی، دیوان حسن سجزی، دیوان ظهوری، دیوان غنی کشمیری و غیره.

همچنین نسخه های مختلف و معتبر خطی تاریخ و ادبیات فارسی را بعد از تلاش وسیع جمع آوری نموده به چاپ رسانید. مثلاً روضة الصفا در هفت جلد، تاریخ فرشته در دو جلد، ترجمهٔ فارسی تاریخ طبری در چهار جلد، منتخب التواریخ بدایوانی، سیر المتاخرین، حبیب السیر، تاریخ وصاف، اکبرنامه، آیین اکبری، شاه جهان نامه، طبقات ناصری، طبقات اکبری، توزک جهانگیری یا جهانگیرنامه، همایون نامه، جامع التواریخ، حیات القلوب، عمادالسعادت، هفت اقلیم، تاریخ جدولیه، تاریخ مصر، وقایع نعمت خان عالی و غیره.

او اغلب تذکره های فارسی را نیز منتشر نموده است. مثلاً تذکرهٔ دولت شاه سمرقندی، تذکرهٔ حسینی، نفحات الانس، رشحات ملا کاشفی، گلشن بیخار، صبح گلشن، روز روشن و غیره.

کتبی متعلق به زندگانی اشخاص مهم منتشر شده است. مثلاً: مدارج البنوت، معارج النبوت فی مدارج الفتوت، عجائب المخلوقات، روضه الشهداء ملا کاشفی و غیره.

کتب مختلف از نویسندگان و ادبای معروف، مثلاً: خارستان مجدالدین خوافی، بهارستان جامی، اخلاق جلالی، اخلاق ناصری، اخلاق محسنی، انوار سهیلی، عیار دانش، اعجاز خسروی، مقامات حمیدی، انشای جامی، رقعات بیدل، نکات بیدل، هفت تماشای قتیل، عطیهٔ کبری، حسن و عشق نعمت خان، رشحات عالمگیری، نگار دانش، پنج رقعه ظهوری، مجالس العشاق، مهر نیمروز غالب، ریاض الفردوس، انشای رحمانی، شرح سه نثر از صهبائی، نگارنامهٔ مظهر العجائب، مهر الفصاحت قتیل، نثر غالب، حدایق البلاغت و غیره.

کتب تصوف: شرح فصوص الحکم، نفحات الانس جامی، تذکره الاولیا عطار، کشف المحجوب، زبده المقامات خواجه باقی بالله، کیمیای سعادت و غیره.

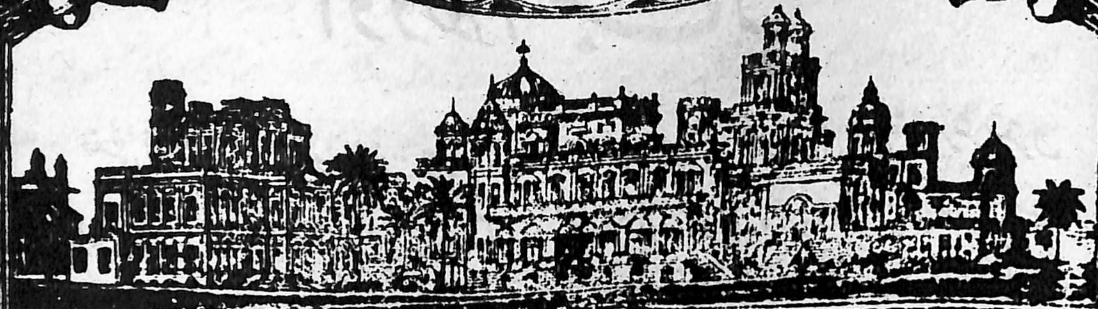
کتب مذهبی: تفسیر حسینی ملا کاشفی، شرح فارسی مشکوٰة شریف، ترجمه های قرآن شریف و ازین قبیل.

لغت های فارسی: ! برهان قاطع ! ،! بهار عجم ! ،! فرهنگ آنندراج ! ،! فرهنگ جهانگیری! ،! غیاث اللغات ! ،! جامع اللغات! ،! لغات کشوری!،! لطایف اللغات ! (درین کتاب مولوی عبدالا طیف گجراتی، لغت مثنوی مولوی روم را شرح کرده است)، ! افسر اللغات ! (مشتمل است بر الفاظ عربی و فارسی و ترکی) ! نجم اللغات !،!زبده اللغات !،! نفایس اللغات!،! منتخب اللغات شاهجهانی !،! هفت قلزم! (در هفت جلد)، ! شرح النصاب الصبیان ! از ابونصر فراهی و غیره.

همچنین آثار عده ای از نویسندگان و شعرای غیر معروف نیز از این چاپخانه منتشر شده است.

OUDH AKHBAR

LUCKNOW



اودہ اخبار

22nd August, 1871.

نمبر ۶۷	مطبوعہ ۲۲ اگست ۱۸۷۱ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۲۸۸ ہجری روز سہ شنبہ	جلد ۱۳

اشتہار

اودہ اخبار ہفتہ میں دو مرتبہ شایع ہوتا ہے، بجائے اکثر ناظرین جدت پسند و شائقین [illegible] کی قدردانی مدت سے [illegible] اس بات پر [illegible] کہ اودہ اخبار ہفتے میں دو مرتبہ شایع ہوا کرے —

[illegible]

ڈاکٹر شیمہ رضوی

اودھ اخبار

منشی نول کشور اور اردو صحافت لازم و ملزوم ہیں انھوں نے انگریزی سامراجیت کے جس پرآشوب دور میں ایک ناشر کی حیثیت سے اردو و فارسی عربی و ہندی و سنسکرت جیسی کلاسیکی کتب کی اشاعت کے ذریعہ جو ادبی و تہذیبی جذبات انجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ انھوں نے ایک صحافی کی حیثیت سے اس میدان میں قدم رکھا منشی نولکشور جو ۱۸۵۷ء تک منشی ہرسکھ رائے بھٹناگر جیسے صحافی کی زیر تربیت ان کے اخبار "کوہ نور" لاہور کے عملۂ ادارت سے چار سال تک وابستہ رہ چکے تھے اور آگرہ میں اخبار "سفیر" کے مہتمم بھی رہ چکے تھے۔ ۱۸۵۸ء میں جب انھوں نے لکھنؤ میں مطبع منشی نول کشور کی بنیاد رکھی تو اس مطبع سے چار صفحات پر مشتمل "اودھ اخبار" جاری کیا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر مولوی ہادی علی اشک تھے۔ اس وقت لکھنؤ سے "کارنامہ" شائع ہو رہا تھا لیکن اودھ اخبار کے سامنے اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ منشی نول کشور نے جس وقت یہ اخبار جاری کیا، آج کل کی طرح ٹیلی پرنٹر مشینوں کا رواج نہ تھا۔ تازہ خبروں کی فراہمی سب سے بڑا مرحلہ تھا۔ منشی نول کشور نے اپنی عمدہ کارکردگی کا یہاں بھی اعلیٰ ثبوت دیا، انھوں نے اس کے لیے نہ صرف ہندوستان کے ہر شہر میں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی سفیر اور نمائندے مقرر کیے جو انتہائی پابندی سے خبر رسانی کا کام انجام دیتے تھے۔ لندن میں پروفیسر آئی۔ ایچ۔ پارس اودھ اخبار کے مستقل نامہ نگار تھے جنھوں نے ایران کے شاہ قاچار کے سفر لندن کا حال تفصیل سے لکھ کر اس اخبار کو بھیجا تھا۔

ابتدا میں "اودھ اخبار" ہفتہ وار شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۷۲ء کے بعد یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شائع ہونا شروع ہوا۔ ۱۸۶۶ء میں ہر دوسرے دن شائع ہونا شروع ہوا اور ۱۸۷۷ء میں اس نے روزنامہ کی حیثیت اختیار کر لی۔ اب صفحات کی تعداد بھی چار سے بڑھا کر چھ ہو گئی بعد کو یہ اخبار سولہ صفحات اور ۴۸ صفحات میں بھی شائع ہوا اس کی مقبولیت کا اندازہ یوں کیجئے کہ ایک وقت

وہ آیا جب اس کی تعداد اشاعت بارہ ہزار تک پہونچ گئی اور یہ برما، فرانس اور انگلینڈ تک بھیجا جاتا تھا۔ گارساں دی تاسی اس کے قارئین میں سے تھے۔ اس اخبار کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ اردو کا پہلا اخبار تھا جو لکھنے والوں کو معاوضہ بھی دیتا تھا۔ اس میں اکثر وبیشتر تصاویر بھی شائع ہوتی رہتی تھیں۔ وقتاً فوقتاً مرزا غالب اور سر سید نیز ان کے رفقا کے مراسلات وغیرہ بھی اس اخبار کی زینت بنتے رہتے تھے۔ یہ وہ اخبار ہے جس نے سرشار اور شرر کو اردو ادب سے روشناس کرایا۔ سرشار کا "فسانۂ آزاد" پہلی بار قسط وار اودھ اخبار میں شائع ہوا جو ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۰ء تک برابر شائع ہوتا رہا۔ بعد کو کتابی صورت میں شائع ہوا۔ حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ اور سنجیدگی و متانت کے ساتھ نکتہ چینی اس اخبار کا خاص انداز تھا۔ انگریزی دورِ اقتدار میں مجاہدین آزادی نے جو تکالیف برداشت کیں ان کی تفصیلات بھی اودھ اخبار میں موجود ہیں۔ نیز وہ گمنام مجاہدین جنھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا ان کے کارناموں کو بھی اس اخبار میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اودھ اخبار ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۰ء تک یعنی بانوے سال تک جاری رہا۔ اس طویل عرصہ میں وہ معروف ترین حضرات جو بحیثیت ایڈیٹر اس سے وابستہ رہے ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں منشی غلام بخش خاں تپش، منشی امیر اللہ تسلیم، منشی ہادی علی اشک، قدر بلگرامی (شاگردِ غالب)، مولانا عبدالمجید سحر کاکوروی، پنڈت رتن ناتھ سرشار، نسیم دہلوی، مولانا عبدالحلیم شرر، فخرالدین فخر، مرزا حیرت دہلوی، شیو پرشاد، سید امجد علی اشہری، منشی احمد علی کامل، نوبت رائے نظر، دوارکا پرشاد افق، دیبی پرشاد سحر، بشن نرائن در، مرزا یاس یگانہ چنگیزی، پیارے لال شاکر میرٹھی، امیر امیٹھوی، منشی پریم چند، مرزا محمد عسکری، مولانا عبدالباری آسی، شوکت تھانوی، امین سلونوی، قاضی سید نصیر الدین احمد وغیرہ۔

مرزا غالب نے اس چھاپہ خانہ کی تعریف میں لکھا ہے کہ:

"اس چھاپہ خانے نے جس کسی کا دیوان چھاپا
اس کو زمین سے آسمان پر پہونچا دیا۔"

حقیقتاً "اودھ اخبار" اپنے عہد کی ادبی، تمدنی، معاشرتی سیاسی تاریخ کی ایک مستند دستاویز ہے اس نے ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کو جس طرح فروغ دیا اور باہمی یگانگت اور اتحاد کی جو پالیسی اختیار کی اس سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بقول پروفیسر احتشام حسین:

"منشی نول کشور نے اودھ اخبار اور پریس کے ذریعہ علم و ادب کو زندگی بخشی اور ملک کی ذہنی بیداری میں جو حصہ لیا اسے نظر انداز کرکے ہندوستان کی مکمل تہذیبی تاریخ لکھنا ناممکن ہے۔"

ڈاکٹر آصف زمانی

تصانیف ــــ منشی نول کشور

(۱) تقویم صدو دوسالہ:

(۱۷۶۴ء سے ۱۸۶۵ء)

ایک سو دو سال کی تقویم ہے عیسوی صدی ہجری اور فصلی سالوں کی تطبیق کی گئی ہے۔

کتاب ۲۲×۲۹/۸ سائز کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ طباعت ۱۸۶۵ء ہے۔

(۲) تواریخ نادر العصر:

لکھنؤ کے محلوں بازاروں، عمارتوں نیز ممتاز شخصیتوں، فن کاروں اور ہنرمندوں کے حالات اور بیانات پر مشتمل مختصر کتاب ہے جو ۲۲×۱۸/۸ کے ۲۰۰ صفحات پر ۱۸۶۳ء میں شائع ہوئی ہے۔

(۳) ترجمہ تاریخ ٹاڈ راجستھان: (دو جلد)

راجستھان کی مبسوط تاریخ جسے انگریز لیفٹیننٹ کرنل جیمس ٹاڈ نے مرتب کیا تھا۔ منشی نول کشور نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ سائز ۲۳×۳۶/۸ کل صفحات اٹھارہ سو پر مشتمل ہے۔ سنہ طباعت ۱۹۰۵ء۔

(۴) نگار دانش:

مغل بادشاہ اکبر اعظم کے لائق وزیر ابوالفضل کی مشہور تصنیف عیار دانش کا انتخاب۔ جو ۲۲×۱۸/۸ سائز کے ۱۷۸ صفحات پر مشتمل ہے ۱۸۲۶ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ کتاب کی ابتدا میں منشی جی کا فارسی میں دیباچہ بھی شامل ہے۔

(۵) مقدمے اور دیباچے:

(۱) امیر خسرو کے فارسی دواوین کے دیباچے

(۲) اعجاز خسروی (رسائل الاعجاز) پر دیباچہ

(۳) معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ از مولانا معین الدین بن مولانا شرف الدین حاجی محمد الفراہی (ہمعصر جامی) پر دیباچہ

(۴) امام غزالی کی "کیمیائے سعادت" جس کا ترجمہ مولانا فخر الدین نے اردو میں "اکسیر ہدایت" کے نام سے کیا اس کا مقدمہ منشی جی نے لکھا۔

(۵) منظوم دیباچہ:

مثنوی مولانا روم کا منظوم دیباچہ جو (۲۱) اشعار پر مشتمل ہے منشی نول کشور کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس سے ان کی فارسی دانی کا معترف ہونا پڑتا ہے۔ اس مثنوی کا پہلا شعر یہ ہے:

حمد نذر کبریای ذو الجلال
نور او شمس منزہ از زوال

منشی نول کشور پریس کی چند اہم مطبوعات

موجودہ کتب عربی

دعائے گنج العرش — اوراد

شرح وقایہ اولین دائرہ ہندیہ — فقہ درسی

مقاماتِ حمیدی — بلاغت

مؤید الفضلاء کامل — لغت

ان کے علاوہ وہ کتب جو نول کشور پریس میں طبع ہوئیں لیکن اب نایاب ہیں، درج ذیل ہیں۔

احیاء العلوم کامل — تصوف

اساس البلاغت — لغت

تفسیر سواطع الالہام — تفسیر

(تفسیر بے نقاط عربی)

تعبیر الرؤیا کلاں ابن سیرین — تعبیر

دعائے گنج العرش — اوراد

دیوانِ حضرت علیؓ — دیوان

زاد المعاد معہ ترجمہ فارسی — فقہ مذہب امامیہ

سنن ابی داؤد کامل — حدیث

شجرۂ طغرا دوازدہ امام — طغرا

صحیح مسلم کامل ہر دو جلد — لغت

معالم الاصول فی علم الاصول — اصول

ہدایۃ النحو نظامی — نحو

قسطلانی شریف کامل دس حصہ — تفسیر

فتاویٰ عالمگیری کامل — فقہ

تفسیر سراج المنیر — تفسیر

سنن ابن ماجہ — حدیث

موجودہ کتب فارسی

اخلاقِ جلالی — اخلاق

اشعۃ اللمعات کامل ہر چہار حصہ — حدیث

رباعیاتِ عمر خیام — رباعیات

سہ نثر ظہوری معہ مقدمات — انشاء

سیر الاقطاب — تذکرہ

قصائد عرفی — قصائد

مثنوی مولانا روم — تصوف

" شیریں خسرو نظامی — قصہ

" بوعلی شاہ قلندر — مثنوی تصوف

ان کے علاوہ درج ذیل کتب نول کشور پریس سے شائع ہوئیں لیکن اب نایاب ہیں:۔

احسن القصص	تاریخ
اسرار الاولیا	تصوف
احسن الصیاب	طب
اعجاز خسروی	فصاحت بلاغت
انوار سہیلی	قصہ
انتخاب دیوان صائب	دیوان
اکبر نامہ اوّل	تاریخ
برہان قاطع کامل ہر دو جلد	لغت
پند نامۂ عطار	اخلاق
تاریخ طبری	تاریخ
تاریخ فرشتہ	"
تذکرۂ گلشنِ بے خار	"
تحفۃ الاحرار جامی	مثنوی
ترجمہ شریمد بھاگوت منظوم	مذہب ہنود
تفسیر حسینی فارسی	تفسیر
جہانگیر نامہ	تاریخ
حدائق المعرفت	ویدانت
حدائق البلاغت	قواعد
حدیقہ حکیم سنائی	نظم
خالق باری جلی قلم	درسی
خیابانِ گلشن نصاب لغاتِ فارسی	لغت
خیال بیخودی سیتل سنگھ	دیوان
دیوانِ خواجہ قطب الدین	
بختیار کاکیؒ	دیوان
دیوانِ خواجہ معین الدین چشتیؒ	"
" غوث الاعظم	"
" عرفی	"
" امیر خسرو	"
" حضرت شمس تبریزؒ	"
رقعات عالمگیری	انشاء
" مرزا قتیل	"
زلیخا فردوسی	قصہ

موجودہ کتب اردو

اکسیر ہدایت	تصوف
بوستانِ مترجم	اخلاق
کریم اللغات	لغت
مرثیہ انیس ہر چہار جلد کامل	مرثیہ
فسانۂ عجائب	قصہ
مظاہر حق کامل	حدیث
نظم پروین	خوشنویسی
مکمل رمل سرخاب	رمل
داستانِ امیر حمزہ	قصہ
الف لیلہ اُردو	تصوف
دیوانِ غالب "	دیوان
حرزِ سلیمانی	تعویزات
تاریخ بغاوتِ ہند	تاریخ

دیوانِ ریختی رنگیلی بیگم	دیوان
طلسم ہوشربا (دوم تا ششم)	قصہ
فسانۂ آزاد (اول دوم)	قصہ
فسانۂ عجائب منظوم	منظوم

ذیل میں وہ کتابیں درج ہیں جو مطبع ہذا میں ہی طبع ہوئی تھیں لیکن اب نایاب ہیں:۔

آثار الصنادید	تاریخ
آرائش محفل حیدر بخش	قصہ
اندر جال	شعبدہ
انوار النجوم	نجوم
تاریخ فرشتہ کامل	تاریخ

تریاقِ مسموم	طب
دیوان بیدل	دیوان
شیریں خسرو با تصویر	قصہ
طلسم ہوشربا	"
گل بکاؤلی	"
موسیقی	مذہب ہنود
نامۂ خسرواں	متفرق
نوشیرواں نامہ اول دوم	قصہ
ہدایت الانظار	مسمریزم
ہرمز نامہ	قصہ

نول کشور پریس سے شائع شدہ رثائی ادب

(چند اہم مطبوعات)

منظوم :-

۱. میر عشق لکھنوی	گلزار غم اور بربان غم	۲ جلدیں
۲. میرزا تعشق لکھنوی	براہین غم	۲ "
۳. میر ضمیر لکھنوی	مراثی ضمیر	۲ "
۴. محمد رضا خاں رضا لکھنوی	مرقع غم	۳ "
۵. مرزا دبیر لکھنوی	مراثی دبیر	۶ "
۶. میر ناصر علی اویس بلگرامی	مراثی اویس	۱ "
۷. ڈپٹی سید اولاد حسین رضوی	سلسبیل آخرت	۱ "
۸. مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی	مسدس اوج	۱ "

منثور :-

۱. مفتی محمد عباس شوستری	عین البکا
۲. مرزا محمد ہادی	خلاصۃ المصائب
۳. مولوی محمد وحید الدین محمد رضوی	دوازدہ مجلس
۴. محمد ظہیر بلگرامی	اسرار کربلا
۵. مرزا قاسم علی	نہر المصائب
۶. سید یوسف علی	انتخاب المصائب
۷. مرزا قاسم علی	شرعۃ المصائب
۸. سید وزیر حسین خان	چہاردہ مجلس
۹. سید وزیر حسین رضوی	چہل مجلس شبیر
۱۰. محمد عسکری	زبدۃ المصائب
۱۱. آغا حیدر علی بیگ حیدر	دیوان نوحہ جات حیدر
۱۲. منشی مظفر علی اسیر	کربلا نامہ
۱۳. سید غلام حیدر	زبدۃ الاذکار
۱۴. " "	غزوات حیدری
۱۵. سید وزیر حسین	وکیل الغربا
۱۶. مولوی امداد علی	حلیۃ الزائر

منشی نول کشور پریس سے شائع شدہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں کا اُردو ترجمہ

(چند اہم مطبوعات)

(۱) بھگوت گیتا مع اردو ترجمہ:

یہ ترجمہ شیام سندر لال نے کیا تھا اور نول کشور پریس سے یہ کتاب ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی تھی اس کتاب کی خصوصیت یہ تھی کہ اردو میں پہلی بار بھگوت گیتا کا متن مع شرح اور ترجمے کے شائع کیا گیا تھا کو اردو داں طبقہ سے روشناس کرانے کے سلسلے میں یہ کتاب بہت مشہور ہے۔

(۲) شریمد بھگوت گیتا:

یہ ترجمہ پنڈت پربھو دیال مصر عاشق کا کیا ہوا تھا۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں گیتا کا منظوم ترجمہ پیش کیا گیا تھا اور زبان نہایت صاف اور شستہ تھی۔

(۳) مہابھارت منظوم:

۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی اس کتاب کا ترجمہ منشی طوطا رام شایان نے کیا تھا جو اس زمانے کے مشہور شاعر تھے۔ اس کتاب میں دس ہزار بیتیں تھیں اور اِس کے ذریعہ منشی طوطا رام نے فارسی میں لکھی فیضی کی مہابھارت کو اردو ترجمہ میں منتقل کیا تھا۔

(۴) رامائن بالمیکی:

اس کے مترجم پرمیشور دیال تھے۔ یہ کتاب نثر میں تھی اور اس میں رامائن کا مکمل ترجمہ پیش کیا گیا تھا۔

(۵) رامائن منظوم:

اس کے شاعر منشی شنکر دیال فرحت تھے۔ اگرچہ اس کتاب میں مصنف نے رامائن کے چند اجزا کا ہی ترجمہ پیش کیا ہے مگر اردو میں رامائن کا یہ سب سے قدیم ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی تھی۔

(۶) رامائن بہار:

یہ ترجمہ بانکے بہاری لال بہار کا ہے جو نول کشور پریس سے ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں رامائن کا منظوم خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

(۷) رامائن خوشتر: خوشتر کی رامائن اردو میں سب سے زیادہ مقبول ہوئی ہے اور اس کے متعدد ایڈیشن نول کشور پریس سے شائع ہوئے۔ اس کا آخری ایڈیشن ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا تھا۔

(۸) گنیش پوران منظوم :

یہ ترجمہ بھی منشی شنکر دیال فرحت کا کیا ہوا
ہے اور اس کتاب میں فرحت نے زبان کی سلاست اور
روانی کا خاص خیال رکھا ہے۔ اپنے دور میں یہ کتاب
بھی بہت مقبول ہوئی۔

(۹) منو سمرتی :

یہ ترجمہ پنڈت سوامی دیال نے کیا تھا اور
منشی نول کشور پریس سے یہ کتاب ۱۸۸۹ء میں شائع
ہوئی تھی۔ اس میں ہندوؤں کے مستند دھرم شاستر
کا آسان زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ شری مدبھاگوت
مترجم سوامی دیال کا نسخہ، سری مدبھاگوت منظوم
مترجم منشی سردار سنگھ فیتم، گیتا مہاتم منظوم۔ مترجم
منشی رام سہائے تمنا، پوتھی گیان پرکاش مولف
منشی گلزاری لال، پوتھی موکش گیان مولف جے گوپال
وغیرہ۔

फारसी विभाग लखनऊ विश्व विद्यालय की ओर से होने वाले सेमिनार,
शीर्षक

'मुन्शी नेवल किशोर और उनकी अदबी खिदमात'

के अवसर पर
हम शुभ कामनाऐं पेश करते हैं।

नोआयडा कोसीन आयल होल सेलर एसोसिएशन

फारसी विभाग लखनऊ विश्व विद्यालय की ओर से होने वाले सेमिनार,
शीर्षक

'मुन्शी नेवल किशोर और उनकी अदबी खिदमात'

के अवसर पर
हम शुभ कामनाऐं पेश करते हैं।

नोआयडा पेट्रोलियम डीलर एसोसिएशन

ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ کی سرگرمیاں

۱ ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ ایک تعلیمی ادارہ ہے جو بلاامتیاز مذہب و ملت جدید مروجہ علوم اور انگریزی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو، عربی، فارسی اور دینیات کی بھی تعلیم دیتا ہے۔

۲ سوسائٹی کے بیشتر تعلیمی ادارے یوپی حکومت سے تسلیم شدہ اور امداد یافتہ ہیں۔

۳ سوسائٹی کے اب تک بائیس تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں جن میں طلباء اور طالبات کی تعداد آٹھ ہزار سے زائد ہے اساتذہ اور دیگر اسٹاف کی تعداد تقریباً پانچ سو ہے

۴ سوسائٹی اردو ہندی کے دیگر امتحانات جو کہ محکمہ تعلیمات سے تسلیم شدہ ہیں انکا بھی اہتمام و انصرام کرتی ہے

۵ سوسائٹی ہر سال علمی و ادبی سیمینار کا انعقاد کرتی ہے اور شعراء و ادباء کو ایوارڈ بھی دیتی ہے۔

۶ سوسائٹی ہندوستان کے قومی دنوں پر یکجہتی کو فروغ دینے کیلئے اردو ہندی کے ثقافتی اور میل ملاپ کے پروگرام کا بھی اہتمام کرتی ہے اور کلچرل پروگرام نیز تاریخی اہمیت پر مشتمل جشن آزادی کے موقع پر معیاری اور بامقصد جھانکیاں پیش کرنے کا شرف بھی سوسائٹی کو حاصل ہے۔

۷ سوسائٹی نے سبھی طبقوں کی خدمات کیلئے پبلک لائبریریاں قائم کی ہیں۔

۸ سوسائٹی کے تحت اردو کی نصابی و علمی و ادبی مسودوں کو پبلشنگ ڈیسک کے ذریعہ شائع کیا جاتا ہے۔

۹ سوسائٹی نے ابتک ۵۵ کتابیں شائع کرنے کا فخر حاصل کیا ہے۔

۱۰ سوسائٹی نے سماجی اور عوامی فلاح و بہبود کے متعدد ادارے بھی قائم کیے ہیں جس سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں

۱۱ اردو، ہندی میڈیم کے بھی متعدد اسکول و کالج پرائمری، جونیر اور ہائی اسکول وانٹر تک قائم ہیں۔

۱۲ سوسائٹی کے زیر اہتمام چار کانونٹ (انگلش میڈیم) اسکول سنٹرل بورڈ دہلی کے نصاب کے مطابق چل رہے ہیں

۱۳ سوسائٹی کے زیر اہتمام خواتین کیلئے ٹائپ اینڈ شارٹ ہینڈ کالج بھی قائم ہیں۔

۱۴ سوسائٹی کے زیر اہتمام ۶ کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر بھی قائم ہیں۔

۱۵ سوسائٹی کے زیر اہتمام بال واڑی اسکوس کریش یوجنا، کنڈنس کورس چلانے کی کوشش ہے نیز شعبہ وظائف پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود اور قومی یکجہتی جیسی متعدد فلاحی اسکیمیں بھی سرگرم عمل ہیں۔

۱۶ سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک دارالاقامہ بھی قائم ہے جس میں حفظ و قراۃ، دینیات، عربی فارسی کی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو مفت رہائش اور خورد و نوش نیز تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہے۔

۱۷ سوسائٹی کے زیر اہتمام چلنے والے اداروں کے ممتاز ٹیچرس کی بہتر کارکردگی و تدریسی خدمات کے صلہ میں اعزازات و انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

۱۸ اندرا نگر کانونٹ اسکول میں سوئمنگ پول کے ذریعہ طلباء کی ٹریننگ کا معقول انتظام ہے۔

۱۹ گھوڑ سواری کی ٹریننگ کا مناسب بندوبست۔

۲۰ شعبہ کھیل کود میں طلباء و طالبات کو جملہ سہولیات حاصل ہیں۔ متعدد مقابلوں میں کامیابی کا بہترین ریکارڈ قائم ہے۔

۲۱ سوسائٹی طلباء کو محب وطن و لائق شہری بنانے کی طرف گامزن ہے۔

۲۲ سوسائٹی کے زیر اہتمام طلباء کو دیگر مقابلہ جات امتحانات میں امتیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

۲۳ سوسائٹی کے زیر اہتمام سالانہ بورڈ کے تین سالہ نتائج ۱۰۰ فیصد رہے ہیں۔

۲۴ سوسائٹی کا نصب العین ہے علم سیکھو اور سکھاؤ

مکتبہ - 285340 - 214671

سوسائٹی کے

مندرجہ ذیل

بیشتر تعلیمی ادارے

گورنمنٹ سے مستقل منظور شدہ (رکگنائزڈ) ہیں

جن کے گذشتہ تین برسوں سے سالانہ بورڈ کے نتائج سو فیصد ہے

۱۔ ارم ماڈل اسکول، بارودخانہ لکھنؤ
۲۔ ارم ماڈل اسکول کچی پل چوپٹیاں لکھنؤ
۳۔ ارم ماڈل اسکول حسین آباد لکھنؤ
۴۔ ارم ماڈل اسکول شاہ گنج نخاس لکھنؤ
۵۔ ارم ماڈل اسکول رستم نگر لکھنؤ
۶۔ ارم ماڈل اسکول اکبر نگر، لکھنؤ
۷۔ ارم اسکول (شعبہ طلباء) حسین آباد لکھنؤ
۸۔ ارم ماڈل اسکول اندرا نگر اے بلاک لکھنؤ
۹۔ آئیڈیل گرلس اسکول اندرا نگر سی بلاک لکھنؤ
۱۰۔ مدرسہ دار ارم حسین آباد لکھنؤ
۱۱۔ ارم ماڈل اسکول گومتی نگر لکھنؤ
۱۲۔ ارم انٹر کالج اندرا نگر لکھنؤ
۱۳۔ ارم کانونٹ اسکول اندرا نگر لکھنؤ
۱۴۔ ارم کانونٹ اسکول عبدالعزیز روڈ لکھنؤ
۱۵۔ ارم کانونٹ کالج علی گنج کرسی روڈ لکھنؤ
۱۶۔ ارم ماڈل اسکول پیر بٹاون بارہ بنکی
۱۷۔ ارم کانونٹ اسکول بیگم گنج بارہ بنکی
۱۸۔ اسلامیہ اسکول (شعبہ طلباء) سیلار گنج بارہ بنکی
۱۹۔ اسلامیہ نسواں اسکول سیلار گنج بارہ بنکی
۲۰۔ مدرسہ خواجہ کیفی العلوم میر پور بارہ بنکی
۲۱۔ ارم ایجوکیشنل کمپیوٹر سینٹرز، اندرا نگر چوک، کرسی روڈ لکھنؤ، اور بارہ بنکی
۲۲۔ ارم گرلس ڈگری کالج اندرا نگر لکھنؤ

اندرا نگر۔	384254
بھولاناتھ کنواں۔	266199
بارودخانہ۔	227356
ٹوریہ گنج۔	345393
موبائیل۔	9839011121

ڈاکٹر خواجہ سید محمد یونس
منیجر ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ، یوپی

شعبہ جات

- شعبہ انگلش میڈیم
- کے۔ جی۔ نرسری
- شعبہ پرائمری (تحتانیہ)
- شعبہ جونیر درجات (فوقانیہ)
- شعبہ سکنڈری درجات
- شعبہ عربی و فارسی (عالیہ و رفیق)
- شعبہ دار الاقامہ
- شعبہ حفظ و قرأت
- شعبہ ارم بال واڑی
- شعبہ سوئمنگ پول
- شعبہ ارم پبلک لائبریری
- شعبہ کنڈنس کورس
- شعبہ تقسیم پوسٹ آہار
- شعبہ ٹائپ اینڈ شارٹ ہینڈ
- شعبہ کمپیوٹر ٹریننگ
- شعبہ گھوڑ سواری ٹریننگ

مراکز امتحانات

- جامعہ اردو علی گڑھ
- اردو بورڈ علی گڑھ
- ہندی ساہتیہ سمیلن
- ہندی ودھیا پیٹھ دیوگھر (ہندی وشو ودیالیہ)
- جامعہ دینیات اردو دیوبند
- عربی فارسی بورڈ، الہ آباد
- ہائی اسکول اینڈ انٹرمیڈیٹ بورڈ الہ آباد،

رہائش منیجر
384046
346099

فون: 217671 — 285340

مطبوعات ارم ایجوکیشنل سوسائٹی سی بلاک اندرا نگر لکھنو

مصنفہ جناب خواجہ ڈاکٹر سید محمد یونس صاحب منیجر سوسائٹی ہذا۔

نمبر شمار	اسمائے کتب مع تفصیلات	قیمت
۱	ابتدائے فارسی برائے مکاتب اسلامیہ تحتانیہ درجہ چہارم و پنجم کیلئے	۵ روپے
۲	ضیاء فارسی حصہ اول برائے درجات فوقانیہ نیز جونیر ہائی اسکول درجہ ۶ کیلئے	۵ "
۳	ضیاء فارسی حصہ دوم " " " ۷	۶ "
۴	ضیائے فارسی حصہ سوم " " " ۸	۶ "
۵	ضیاء العربیہ حصہ اول " " " ۵	۵ "
۶	ضیاء العربیہ حصہ دوم " " " ۶	۶ "
۷	ضیاء العربیہ حصہ سوم " " " ۷	۶ "
۸	ریاض العربیہ برائے ہائی اسکول بورڈ الٰہ آباد منظور شدہ حصہ نثر درجہ نہم و دہم کیلئے	۱۰ "
۹	ریاض العربیہ " حصہ نظم " "	۱۵ "
۱۰	ریاض القواعد و الانشا برائے ہائی اسکول یوپی بورڈ الٰہ آباد منظور شدہ درجہ نہم و دہم	۱۵ "
۱۱	دباج العربیہ برائے انٹرمیڈیٹ حصہ نثر درجہ یازدہم و دوازدہم	۱۵ "
۱۲	دباج العربیہ " حصہ نظم " "	۱۰ "
۱۳	شرح گلزار فارسی حصہ نثر برائے ہائی اسکول یوپی بورڈ الٰہ آباد درجہ نہم و دہم	۱۰ "
۱۴	شرح گلزار فارسی حصہ نظم " " "	۱۲ "
۱۵	شرح بہارستان فارسی حصہ نثر برائے انٹرمیڈیٹ یوپی بورڈ درجہ یازدہم و دوازدہم کیلئے	۱۲ "
۱۶	شرح بہارستان فارسی حصہ نظم " " "	۱۲ "
۱۷	دباج القواعد و الانشا برائے انٹرمیڈیٹ " "	۱۵ "
۱۸	شرح نظم و ترجمہ برائے دیگر یونیورسٹیز و نیز جامعات ہند بورڈ	۳۰ "
۱۹	شرح نثر و ترجمہ " " "	۲۰ "
۲۰	چندر بھان برہمن اکبرآبادی ۔ حیات و خدمات	۲۰ "
۲۱	سخن جان قمر انصاری. زیر اہتمام ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنو	۱۵ "
۲۲	ہندوستان کی تاریخ ساز خواتین حصہ اول	۵۰ "
۲۳	ہندوستان کی تاریخ ساز خواتین حصہ دوم	۵۰ "
۲۴	فارسی ضرب الامثال	۱۰۰ "
۲۵	قدیم عربی تمدن کی جھلکیاں	۲۵ "
۲۶	فروزاں ۔ ناول	۲۵ "

نمبر شمار	اسمائے کتب مع تفصیلات	قیمت
۲۷	ارم اردو قاعدہ و حرفی مرکب شناسی برائے درجہ اطفال (کے جی) بڑھتی رنگین	۵ روپے
۲۸	ارم اردو قاعدہ (حروف شناسی) " (نرسری)	۱۵ "
۲۹	ارم اردو پرائمر "	۵ "
۳۰	ارم عربی قاعدہ (جز الف) برائے درجہ اول	۵ "
۳۱	ارم عربی قاعدہ (جز ب) برائے درجہ اطفال (نرسری) (کے جی)	۵ "
۳۲	ارم اردو ریڈر حصہ اول برائے درجہ دوم	۴ "
۳۳	ارم اردو ریڈر حصہ دوم برائے درجہ سوم	۵ "
۳۴	ارم اردو ریڈر حصہ سوم برائے درجہ چہارم	۱۵ "
۳۵	ارم اردو ریڈر حصہ چہارم برائے درجہ پنجم	۶ "
۳۶	ارم اردو پہاڑہ	۲ "
۳۷	نازش دساحر ۔ آل انڈیا شاعرہ و سیمینار سنہ ۱۹۷۶ء ایک مجلہ	۱۰ "
۳۸	تہنیتی تقریب سنہ ۱۹۸۰ء ارم ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنو	۱۰ "
۳۹	ہم فدائے لکھنو ایک کتابچہ	۵ "
۴۰	لکھنو کی آخری شمع "	۵ "
۴۱	ہندوستان میں صوفیائے کرام کی خدمات	۲۵ "
۴۲	رامائن تلسی داس پر ایک نظر	۲۰ "
۴۳	انتخابات نظم و نثر قدیم و جدید برائے ایم اے	۲۵ "
۴۴	ارم اردو قواعد برائے درجہ چہارم و پنجم	۴ "
۴۵	عصر شاہجہاں میں اسلامی ادب	۲۵ "
۴۶	شرح و ترجمہ ابتدائے فارسی برائے درجہ چہارم و پنجم	۵ "
۴۷	شرح و ترجمہ ضیائے فارسی حصہ اول برائے درجہ ۶	۵ "
۴۸	شرح و ترجمہ ضیائے فارسی حصہ دوم برائے درجہ ۷	۶ "
۴۹	شرح و ترجمہ ضیاء فارسی حصہ سوم برائے درجہ ۸	۱۰ "
۵۰	شرح و ترجمہ ضیاء العربیہ حصہ اول برائے درجہ ۶	۵ "
۵۱	شرح و ترجمہ ضیاء العربیہ حصہ دوم برائے درجہ ۷	۶ "
۵۲	شرح و ترجمہ ضیاء العربیہ حصہ سوم برائے درجہ ۸	۱۰ "

سلامة الانسان في حفظ اللسان

شعبۂ فارسی، لکھنؤیونیورسٹی کی جانب سے ہونے والے سمینار بعنوان

"منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات"

کے موقع پر ہماری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں

ہماری جانب سے دلی مبارک باد

Phone : Off. 280976
Fax: 91-0522-219597



M. A. Builders
Pvt. Ltd.

Regd. Office : Mumtaz Market, Aminabad, Lucknow - 226 018

شعبۂ فارسی، لکھنؤیونیورسٹی کی جانب سے ہونے والے سمینار بعنوان

"منشی نول کشور اور ان کی ادبی خدمات"

کے موقع پر ہماری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں

اراکین انجمن ترقی اردو اترپردیش

صدر، انجمن ترقی اردو، اترپردیش

چودھری شرف الدین

اردو اور قومی یک جہتی کے فروغ کا ادارہ

فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی

حکومت اتر پردیش لکھنؤ

۱۔ معیاری کتب کی اشاعت پر ۵۰ فیصد تک مالی امداد دینا۔
۲۔ اردو کے مراکز پر فخرالدین علی احمد میموریل لکچر کرانا۔
۳۔ پی۔ ایچ۔ ڈی اور ڈی لٹ کے طلبا کو تحقیقی مقالہ ٹائپ کرانے یا خوش خط لکھوانے کے لیے مالی امداد دینا۔
۴۔ قومی یک جہتی کے نقطۂ نظر سے اردو میں اہم موضوعات پر پروجیکٹ منظور کرنا۔
۵۔ قومی یک جہتی کے فروغ کے لیے اردو کے حوالے سے سمینار اور دیگر ادبی تقاریب منعقد کرنا۔

نئے منصوبے

۱۔ فخرالدین علی احمد گولڈ میڈل کا اجرا۔
۲۔ فخرالدین علی احمد لائبریری اور دارالمطالعہ کا قیام۔
۳۔ فخرالدین علی احمد بھون کی تعمیر (دفتر کے لیے)۔

دائرۂ کار: پورا اپنا ملک

فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی

612۔ اندرا بھون، اشوک مارگ
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

نہال رضوی
چیرمین

ڈاکٹر آصفہ زمانی کی کتابیں

۱- ہندوستان کے بیسویں صدی کے مشہور فارسی محققین و ناقدین
(مع مختصر تاریخ نقد و تحقیق)
(بزبان فارسی)

۲- طالب آملی - فکر و فن
(ملک الشعراء طالب آملی کی سوانح حیات اور اسکے کلام پر مبسوط تبصرہ)
انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش

۳- پرتو تحقیق
(فارسی زبان و ادب سے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ)
(انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش)

۴- مقالات زمانی
(اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ)
انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش
اور انعام یافتہ "میر ایوارڈ" آل انڈیا میر اکادمی

۵- مطالعات زمانی
(اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ)
انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش

۶- جدید ادبی جائزے (حصہ نثر)
(اردو کے مشہور نثر نگاروں کا تنقیدی جائزہ)

۷- جدید ادبی جائزے (حصہ نظم)
(اردو کے مشاہیر شعراء کا تنقیدی جائزہ)

۸- یہ ایک تبسم
(ریڈیائی مزاحیہ خاکے)

۹- شرح نثر باستان
(فارسی زبان و ادب سے متعلق مختلف نثری ادب پاروں کا اردو ترجمہ)

۱۰- شرح شعر باستان
(فارسی زبان و ادب سے متعلق مختلف شعری ادب پاروں کا اردو ترجمہ)

۱۱- اردو ساہتیہ کا اتہاس
(ہندی زبان میں اردو زبان و ادب کی مختصر تاریخ)

۱۲- مختصر تاریخ فارسی

۱۳- اردو سیکھو
(نو آموز حضرات کے لیے اردو زبان کی معلومات)

۱۴- فارسی سیکھو
(نو آموز حضرات کے لیے فارسی زبان کی مشق)

۱۵- بات چیت (دانشور حضرات سے لیے گئے انٹرویوز کا مجموعہ)
انعام یافتہ اردو اکادمی حکومت اتر پردیش)

۱۶- نگارشات زمانی (اردو فارسی زبان و ادب سے متعلق تحقیقی و تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

۱۷- نگار خانہ غالب
(غالب سے متعلق مضامین کا مجموعہ)

SOUVENIR



Compiled by :-

DR. ASIFA ZAMANI

HEAD
DEPARTMENT OF PERSIAN
LUCKNOW UNIVERSITY

LUCKNOW